مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قارئین کرام!

الحمدللہ! آج سے تقریباً چار ماہ پہلے چھپنے والا رسالہ ''ٹائنز کی شرعی حیثیت'' متلاشیانِ حق کیلئے سنگ میل ثابت ہوا اور لوگوں کو ''سود'' کی پرخار وادی میں دھکیلنے والوں کیلئے تازیانہ۔ اسی وجہ سے سودی کاروبار والے تلملا اٹھے۔ یہ محض اللہ کا فضل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلے پر مولانا محمد قمر وقاص کا شرح صدر فرمایا اور انہوں نے پورے پاکستان کے مفتیانِ کرام سے رجوع کیا اور انہوں نے اس مسئلے کی وضاحت کرتے ہوئے ''ٹائنز'' کے کاروبار کو حرام قرار دیا۔ رسالہ ''ٹائنز کی شرعی حیثیت'' کا پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ لوگوں نے لیا جس کے نتیجے میں کثیر افراد اس سودی کاروبار کی لعنت کے طوق سے چھٹکارا پا سکے۔

الحمدللہ! رسالے کی تعداد کم تھی اور لوگوں کا اصرار زیادہ، اس لئے ''ٹائنز کی شرعی حیثیت'' کا دوسرا ایڈیشن شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اس ایڈیشن کو شائع کرنے کی بڑی وجہ ایک یہ بھی ہے کہ ٹائنز کے حق میں 2007ء میں جامعہ عثمانیہ پشاور کی طرف سے ایک فتویٰ شائع ہوا، جہاں اس فتوے نے متلاشیانِ حق کو پریشان کیا وہاں اس بات کی خوشی بھی ہوئی کہ ٹائنز والوں کی عیاری و مکاری بھی سامنے آ گئی چنانچہ ہم نے جامعہ عثمانیہ پشاور میں اپنے اکابرین علماء و مفتیان سے رابطہ کیا تو پتہ چلا کہ ٹائنز والوں نے مجمل سے سوال کر کے ان سے اپنے حق میں فتویٰ لے لیا تھا جس کے بعد بہت سے مفتیان نے جامعہ عثمانیہ پشاور میں رابطہ کر کے ان کو مطلع کیا اور ان سے دوبارہ تحقیقات کرنے کو کہا تو جامعہ عثمانیہ پشاور کی طرف سے اس اہم مسئلہ کی تحقیقات کیلئے ایک کمیٹی المجلس الفقہی کے نام سے بٹھائی گئی تو اس کمیٹی نے پوری تحقیقات اور ہر قسم کی چھان بین کے بعد ٹائنز کے عدم جواز پر فتویٰ شائع کر دیا اور اور اس فتویٰ کو انہوں نے اپنے ماہنامہ رسالے میں بھی شائع کیا تھا اور الحمدللہ، اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے اب یہ فتویٰ ہم اپنے رسالہ ''ٹائنز کی شرعی حیثیت'' میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

ہم اس رسالے کے ذریعے اپنے دوستوں خصوصاً علماء کا ایک طبقہ جن کی طرف دیکھ کر بہت سے لوگ ٹائنز کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں، پیغام پہنچانا چاہتے ہیں کہ خدارا، خدارا دنیا کے چند کھوٹے سکوں کے عوض اپنے ایمان کو داؤ پر نہ لگاؤ اور نہ ہی سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان کو کھلونا بناؤ۔ حلال کو حرام کر کے اور حرام کو حلال کر کے اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنے سے ڈرو کیونکہ خواہشات کی پیروی اور حرام مال کی طرف میلان حرام ہے۔ میرے وہ بھائی جنہوں نے سالہا سال محنت کر کے دین کو حاصل کیا وہ اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ خواہشات کی اتباع حرام ہے اور اسی کے متعلق علامہ شامیؒ، علامہ خیر الدین رملیؒ کی بات نقل کرتے ہوئے اپنی کتاب ''شرح عقود رسم المفتی'' میں فرماتے ہیں۔

ویحرم اتباع الھویٰ والتشھی والمیل الی المال الذی ھو الداھیة الکبریٰ والمصیبة العظمی فان ذلک امر عظیم لا یتجا سر علیه الا کل جاھل شقی. (ص ٦)

ترجمہ: خواہشات کی اتباع حرام ہے اور حرام مال کی طرف مائل ہونا یہ بڑی رسوائی اور بڑی مصیبت ہے۔ خواہشات کی پیروی میں ناحق فتویٰ دینا جاہل اور بدبخت کا کام ہے۔ کوئی عالم اور مفتی اس کی جرأت نہیں کر سکتا۔

آخر میں یہی کہوں گا کہ اللہ رب العزت مال کی ہوس و لالچ سے بچائے اور ہم سب کو سود اور جوے کی لعنت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس رسالے کو ہم سب کی ہدایت کا ذریعہ بنائے اور بھائی مولانا محمد قمر وقاص کے علم اور عمل اور زندگی میں برکت عطا فرمائے۔

محمد ساجد (رئیس دارالافتاء) نگران شعبہ تخصص وافتاء
جامعہ اسلامیہ جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی

تقریظ

ٹائنز کی شرعی حیثیت پر مفتی ساجد صاحب کی یہ خوبصورت کاوش قابل تحسین ہے۔اسلام کے نام پر معرض وجود آنے والے اس عظیم وطن پاکستان میں سب سے سے مشکل کام رزق حلال کمانا ہے۔اسلام کے معاشی نظام کو گہری نظر سے دیکھا جائے تو اس میں کثرت سے زیادہ برکت مقصود ہے۔اور اس کی بنیاد ایثار اور خیر خواہی پر ہے جبکہ سرمایہ دارانہ نظام کی بنیاد مال کی کثرت ،لالچ ،بخل ،خود غرضی پر مبنی ہے اس لیے سود اور قمار (جوا) ان کی نظام معیشت میں ریڑھ کی ہڈی اور ہمارے ہاں زہر قاتل ہے۔چونکہ اسلامی معاشرہ میں سود اور قمار (جوئے) کا نام لے کر پھیلانا ذرا مشکل کام ہے اس لیے ایک سازش کے تحت کبھی پرائز بانڈ کی پرچی کبھی لکی کمیٹیوں اور کبھی ٹائنز نما کمپنیوں کے ذریعے غریب عوام اور خصوصاً نوجوانوں کو اس گناہ عظیم میں مبتلا کیا جارہا ہے اس سے پہلے قمار (جوا) صرف بڑے بڑے سرمایہ دار کھیلتے تھے۔مگر ان نام نہاد کمپنیوں نے اس بُرے کام میں مزدور اور غریب کو بھی مبتلا کر دیا اور جو معلومات اور خدمات مسلم نوجوان دینی خدمت سمجھ کر ضرورت مندوں کے لیے خدا خواہی کی بنیاد پر ادا کرتا تھا اس کے بدلے کمیشن کے نام پر لالچ میں مبتلا کر دیا گیا اس لے میری ناقص رائے میں یہ ٹائنز کمپنی اوپن قمار (جوا) کلبوں سے زیادہ خطرناک ہے۔بلند پایہ مشاہیر علماء کے فتاوٰی جات کے بعد اس پر بحث کرنے والے اپنے ایمان کی خیر منائیں۔کیونکہ یہ لوگ صرف گناہ کبیرہ کے مرتکب نہیں بلکہ دیدہ دانستہ حرام کو حلال قرار دے رہے ہیں۔

مفتی محمد عثمان غنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

" گمراہی کے اسباب"

(محمد ابرار صدیقی)

افرایت من اتخذ الھه هوٰہ ـــــــالخ (القرآن)

قارئین کرام!

اس دارفانی میں، ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ بقا صرف اللہ کے ساتھ رشتہ جوڑنے میں ہے۔ وہی ازلی و حقیقی معبود ہے۔ اُسی ازلی و حقیقی معبود کے اتارے ہوئے دستور و منشور کے مطابق زندگی گذارنے کا نام مسلمانی ہے۔

لیکن افسوس! جن مسلمانوں کا بڑے بڑے جابر سر نہیں جھکا سکے، آج ان کی جبین نیاز خواہشات کے بت کے سامنے پراگندہ ہو رہی ہے۔ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے ہر جائز و ناجائز ذریعہ استعمال کر کے ہم گمراہی کے کس گڑھے میں جا گریں گے، اس سے ہم بے خبر ہیں۔ جائز و ناجائز کا پتا علم سے لگے گا اور علم علماء سے ملے گا تو معلوم ہوا، کسی چیز کی حلت و حرمت کو معلوم کرنا ہو تو علماء سے رجوع کریں گے۔

حضورﷺ کا فرمان ہے۔

"اللہ تعالیٰ علم کو (آخری زمانہ میں) اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ لوگوں (کے دل و دماغ) سے اسے نکال لے، بلکہ علم کو اس طرح اٹھائے گا کہ علماء کو (اس دنیا سے) اٹھالے گا یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے، ان سے مسئلے پوچھے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے فتوٰی دیں گے، لہذا وہ خود بھی گمراہ ہونگے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے" (بخاری و مسلم)

آج ہمارے معاشرے میں یہی ہو رہا ہے۔ کسی حرام چیز کو حلال کروانے کے لیے جاہلوں سے فتوے لیے جاتے ہیں۔

حضورﷺ کا ارشاد ہے:۔

"جب یہ امت شراب کو مشروب کے نام سے، سود کو منافع کے نام سے اور رشوت کو تحفے کے نام سے حلال کرے گی اور مال زکوۃ سے تجارت کرنے لگے گی تو یہ ان کی ہلاکت کا وقت ہوگا۔ گناہوں میں زیادتی اور ترقی کے سبب" (رواہ الدیلمی و کنز العمال)

ہمارے بعض دوست سود کو تجارت کا نام دیتے ہیں۔ حالانکہ سود تجارت نہیں ہوسکتا۔ سود کسی بھی شکل میں ہو وہ سود ہی ہوگا۔ اور سود کے حرام ہونے پر پوری امت متفق ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ: نفسانی خواہشات کا اتباع، جہالت اور سلف صالحین سے بداعتمادی۔ یہ تین بڑے گمراہی کے اسباب ہیں۔

حرف آغاز

(محمد جاوید اختر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد۔

محترم قارئین رسالہ ہذا!

عرض یہ ہے کہ اس ترقی والے دور میں ہر آدمی کی کوشش ہے کہ ہم مالیت میں ایک دوسرے سے آگے نکل جائیں۔اسی کوشش اور سوچ میں کچھ لوگوں نے مختلف قسم کی کمپنیوں کا سہارا لیا ہے کہ شاید ہم ان کمپنیوں کے ایک فرد بن کر زمین پر ہوتے ہوئے آسمان سے باتیں کرنے لگیں اور دنیا میں ہمارا بھی شمار ان لوگوں میں ہو جائے جو مالدار ہیں۔اس بات کو دیکھا اور سوچا ہی نہیں کہ آیا جس کام کی اور کاروبار کی طرف ہم جارہے ہیں یہ ربا (سود) ہے یا جوا۔حلال ہے یا حرام؟

مزے کی بات تو یہ ہے کہ اس کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے افراد جو ہمیں نظر آتے ہیں وہ وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو بزعم خود پڑھا لکھا طبقہ شمار کرتے ہیں اور مسائل دینیہ میں اپنی رائے کو حرف آخر سمجھتے ہیں۔حالانکہ سوچنے میں کوئی حرج نہیں۔ہمیں ہر کام سوچ سمجھ کر ہی کرنا چاہیے ہماری سوچ یہ ہونی چاہیے کہ ہم جو کام بھی کریں وہ کام قرآن وحدیث کے مطابق ہو، کیونکہ قرآن وحدیث نے ہر موقع پر ہماری رہنمائی کی ہے۔

خاص طور پر خرید وفروخت کے متعلق فرمایا **احل اللہ البیع و حرم الربوا**.**ترجمہ:** اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔

اور کھانے پینے کے متعلق فرمایا:

یاایھاالذین امنو اکلو من طیبات ما رزقنکم (البقرہ) ترجمہ:اے ایمان والو ہم نے تم کو جو رزق دیا ہے اس میں سے پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ۔

حرام کھانے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا اور حضور ﷺ نے فرمایا:**وطلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ رواہ البیہقی فی شعب الایمان (مشکوۃ ۲۴۲/۱)**۔ترجمہ:حلال رزق کی طلب فرض ہے۔

ٹائنز کمپنی بھی ان کمپنیوں میں سے ایک ایسی کمپنی ہے جو غیر شرعی طریقہ کار سے کام کرتی ہے لیکن اپنے آپ کو لوگوں کی نظر میں پابند شریعت قرار دینے کی ناکام کوشش کرتی ہے۔

ٹائنز کمپنی کے متعلق علماء حق نے عدم جواز کے فتاویٰ تحریر فرمائے ہیں لیکن کچھ لوگ بغیر دلیل کے جواز کے بھی قائل ہیں۔بغیر دلیل کے کوئی بات معتبر نہیں ہوتی تاہم اگر انکی بات کا اعتبار کر بھی لیا جائے تو ایسی حالت میں (یعنی جب دونوں طرف علماء موجود ہوں) عام آدمی کو کیا کرنا چاہیے؟ اسکے لیے ہمیں قرآن وحدیث میں غور کرنا ہوگا کہ اس موقع پر عام آدمی کیا کرے تو ہمیں غور وفکر کرنے سے یہ حدیث مل گئی کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

دع ما یریبک الیٰ ما لا یریبک رواہ احمد والترمذی: (مشکوۃ ۲٤۲/۱)۔

ترجمہ: جو چیز شک میں ڈال دے اس کو چھوڑ دو اور اس چیز کو اختیار کرلو جو شک میں نہ ڈالے۔

اور آپ ﷺ نے فرمایا: **الا ثم ما حاک فی النفس وترددفی الصدروان افتاک الناس: رواہ احمدوالدارمی(مشکوۃ ۲٤۲/۱)**۔

ترجمہ: گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تیرے دل میں شک وشبہات پیدا ہو جائیں اگرچہ لوگ تجھے اسکے جائز ہونے کا فتویٰ بھی دیں۔

اور آپ ﷺ نے فرمایا:**الحلال بین والحرام بین و بینھما مشتبھات لا یعلمھن کثیر من الناس.........الخ : رواہ البخاری ومسلم(مشکوۃ ۲٤۱/۱)**۔

ترجمہ: حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی حلال اور حرام کے درمیان ایسے مشتبھات ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے جو مشتبہات سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور آبرو کو محفوظ کرلیا اور جو مشتبہات میں واقع ہو گیا وہ حرام میں واقع ہو گیا۔اور ایک ضابطہ یہ بھی ہے کہ جب حلت اور حرمت میں تعارض ہو جائے تو حرمت کو ترجیح ہوتی ہے۔لہٰذا ان باتوں کی روشنی میں مجھے تو یہی بات سمجھ آتی ہے کہ جو کام مشکوک ہو اسکو چھوڑ دیا جائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ الذی اعلی منزلۃ المومنین بکریم خطا بہ ورفع درجۃ العالمین بمعانی کتابہ وخص المستنبطین منھم بمزید الاصابۃ وثوا بہ والصلوۃ علی النبی ﷺ واصحا بہ والسلام علی ابی حنیفۃؒ واحبابہ. اما بعد!

معاشرے کی بگڑتی ہوئی صورتحال کے پیش نظر ہم نے اس اہم اور ضروری مسئلے پر قلم اٹھانے کی ضرورت محسوس کی۔ شریعت مطہرہ نے حیات فانی کے تمام گوشوں کے بارے میں ہماری رہنمائی کی ہے شریعت نے جہاں انسان کو اسکی بودو باش کے طریقے سکھائے ہیں وہاں اسے معاشی اصول بھی بتلائے ہیں اور شعبہائے زندگی میں کسب حلال کی ترغیب بھی دی ہے تا کہ انسان کے اندر خود اعتمادی پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ محتاجی جنم نہ لے اور انسان ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر دوسروں کے رحم وکرم پر نہ تو آس لگائے بیٹھا رہے اور نہ ہی بغیر محنت پیسے حاصل کرنے کا عادی ہو اس لیے جب انسان بغیر محنت کے پیسے بٹورنے کا عادی ہو جائے تو وہ محنت سے جی چراتا ہے بلکہ محنت ومزدوری کو وہ گراں سمجھتا ہے۔

جبکہ فرمان نبوی ﷺ تو ہے۔ **الکاسب حبیب اللہ.**

ترجمہ: محنت کرنے والا اللہ کا دوست ہے۔ شریعت میں تجارت وکاروبار کے مشروع ہونے کی اصل حکمت وفلسفہ یہ ہے کہ روپے، پیسے کی گردش سے حقیقی اثاثے اور خدمات وجود میں آئیں تا کہ معاشرے میں ہر فرد کے لئے آسانی سے ذریعہ معاش فراہم ہو سکے اور جائز طریقے سے لوگوں کی ضروریات پوری ہوں اور حقیقی اثاثوں اور خدمات کے لین دین سے صحت مند معاشی سرگرمیاں وجود میں آسکیں۔ صرف روپے پیسوں کے ظاہری ہیر پھیر سے جس سے کوئی عملی فائدہ حاصل نہ ہو، نفع کمالینا تجارت وشریعت کے اصل منشا اور اکتساب دولت کے فطری نظام کے خلاف ہے اور اسکی وجہ سے معیشت پر انتہائی منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

ایسا عام طور پر سود، جوئے اور ان سے ملتی جلتی صورتوں میں ہوتا ہے جسکی شریعت اجازت نہیں دیتی۔ چنانچہ کافی عرصہ سے ہم اس کوشش میں تھے کہ اس مسئلہ کو اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے عوام الناس کو اس کے اصلی حقائق سے آگاہ کریں **الحمد للہ.** اللہ رب العزت کے فضل وکرم اور اپنے استاذ محترم حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ساجد صاحب دامت برکاتھم العالیہ کی خصوصی شفقت وتعاون اور دیگر اساتذہ اور علماء حق کی دعاؤں سے ہم اس اہم مقصد میں کامیاب ہو گئے۔

قارئین کرام!

کچھ عرصہ سے پاکستان میں ایسی کمپنیوں کا سلسلہ جاری ہے جن کا مقصد اشیاء کی خرید وفروخت نہیں ہوتا بلکہ وہ لوگوں کو انعام اور کمیشن کا لالچ دے کر ان سے رقوم سمیٹتی ہیں اور کچھ مدت میں اپنا مقصد پورا کر کے غائب ہو جاتی ہیں۔ ایک کمپنی کے غائب ہو جانے کے بعد نام اور طریقہ میں معمولی تبدیلی کر کے اسکی جگہ نئی کمپنی لے لیتی ہے یعنی شکاری چہرے بدل کر وہی پرانے جال لگا لیتے ہیں اور لوگوں کو لوٹنا شروع کر دیتے ہیں۔ واضح رہے کہ کچھ عرصہ پہلے اس طرح ممبر در ممبر سازی اور کمیشن کے نام سے کئی اداروں نے کام شروع کیا تھا۔

چنانچہ پہلے ''ڈالر جیٹ'' کے نام سے لوگوں کے لئے ایک اسکیم جاری کی گئی جسمیں لوگوں سے رقم جمع کرنے کے لئے صرف فارم استعمال کیا جاتا تھا درمیان میں کسی قسم کی کوئی پروڈکٹ نہیں تھی۔

اور انہی میں سے ایک ''العماد انٹر پرائزر'' بھی تھی۔ چونکہ ان اداروں کی ممبر سازی میں کوئی سامان نہیں تھا بلکہ ادارہ مخصوص رقم کے عوض لوگوں کو ممبر بناتا تھا لہٰذا اسکی شرعی حیثیت بالکل واضح تھی اور اہل علم نے دوٹوک الفاظ میں اسے ناجائز اور جوا قرار دیا تھا اور خدا ترس مسلمانوں نے اس سے کنارہ کشی اختیار کر لی تھی۔ جس کے بعد کچھ نئے ادارے وجود میں آنے لگے جن میں ممبر سازی کی فیس کے بدلے کچھ سامان کی ادائیگی کی جانے لگی اور بڑی ہوشیاری اور مکاری سے سامان بھی ایسا رکھا جانے لگا جسکی صحیح قیمت عام لوگوں کو تو کجا، ماہر اور تجربہ کار کیلئے

بھی بتانا مشکل ہوتی ہے کہ اسکی حقیقی مالیت کیا ہے۔پس ادارے نے جتنی قیمت بتائی اور سبز باغ دکھائے اس پر سادہ لوح لوگ انکے شیطانی جال میں پھنستے چلے گئے اور اپنی دولت اور غیرت ایمانی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔اللہ پاک ہدایت نصیب فرمائے۔

چنانچہ ''گولڈن کی انٹرنیشنل'' نامی ادارہ اسکی واضح مثال ہے جس نے سب سے پہلے اپنی پروڈکٹ (تھائی لینڈ کی تیار کردہ ایک میڈیسن yu-yuan-zu) کو پاکستان میں متعارف کروایا۔

اس کمپنی کے معدوم ہونے کے بعد ''xianle نیشنل'' نامی کمپنی نمودار ہوئی جس نے اپنی کچھ خاص پروڈکٹ (ہیلتھ مشین) کے ساتھ یہ اسکیم جاری کی اس کمپنی نے بھی خوب مال کمایا اور لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر بھاگ گئی۔

پھر بہت سی پرائیویٹ اور انٹرنیشنل کمپنیاں آئیں جب ان کا مقصد بھی پورا ہو گیا تو پھر نہ ان کمپنیوں کا نام رہا اور نہ ہی کمپنیوں کے ذمہ دار۔اور ابھی بھی بہت سی ایسی کمپنیاں پاکستان میں مختلف طریقوں سے لوگوں کا مال لوٹنے میں مصروف ہیں۔طوالت کے خوف سے ہم ان سب کا ذکر نہیں کر سکتے۔پاکستان میں اس وقت دو بڑی اور انٹرنیشنل کمپنیاں کام کر رہی ہیں۔

(1) GOLD MINE INTERNATIONAL MARKETING)GMI) گولڈ مائن انٹرنیشنل مارکیٹنگ۔یہ ناروے کی کمپنی ہے پاکستان کے بڑے شہروں سے ناکام ہونے کے بعد اب اس کمپنی نے چھوٹے شہروں کا رخ کیا ہوا ہے۔

(2) TIENS ٹائنز۔اس کمپنی کا تعلق چائنہ سے ہے۔اور اسی کمپنی کے متعلق ہم اپنا یہ رسالہ تحریر کر رہے ہیں۔TIENS (ٹائنز) اور GMI (گولڈ مائن انٹرنیشنل مارکیٹنگ) کے کاروبار میں بھی یہی صورتحال ہے۔ایک تو بنیادی عقد میں کئی خرابیاں ہیں اور اسکے علاوہ بالواسطہ ممبر بننے پر پہلے گاہک کو رقم ملنا اور اسکو ایک مستقل منصوبہ بندی کے تحت تشکیل دینا شرعی تجارت کے مقاصد کے خلاف ہے۔اور اس جیسی تجارت کیلئے ایک بین الاقوامی کمپنی کی مصنوعات کو مہنگے داموں فروخت کرنے کا ایک سرمایہ دارانہ حربہ ہے صحیح محمل تلاش کرنا اور جواز کی صورتیں نکالنا بھی شریعت کے مزاج کے خلاف ہے۔کیونکہ یہ سارے **وصول الی الحرام** اور اکتناز دولت (دولت جمع کرنے) کے حیلے ہیں جو کہ اسلامک فائنانسنگ (اسلامی طرز معاشیات اور سرمایہ کاری) کے اغراض کے قطعاً خلاف اور سرمایہ دارانہ نظام کے پہیے ہیں۔

جس سے معاشرے کے افراد کی صلاحیتیں تعمیری سرگرمیوں سے ہٹ کر ایک محدود مانگ کی چیز کو عام کرنے اور ترغیبات کے زور سے زیادہ سے زیادہ فروخت کرنے میں صرف ہوتی ہیں۔جو معاشرے کیلئے نقصان دہ اور ضرر عام کا باعث ہونے کی وجہ سے شرعاً غیر مستحسن ہے۔

چنانچہ علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

لایجوز للمفتی تتبع الحیل المحرمة والمکروهة ،ولا تتبع الرخص لمن أراد نفعه، فان تتبع ذلک فسق وحرم استفتاؤه . (اعلام الموقعین ۲/ ۵۳۵، دار البیان السعودیہ)

وفی الطحطاوی علی الدر "ویحرم التساهل فی الفتوی واتبا ع الحیل ان فسدت الأغراض"۴۳/ ۱۷۵

ترجمہ: مفتی کیلئے حرام اور مکروہ حیلوں کو تلاش کرنا جائز نہیں۔اور یہ بھی جائز نہیں کہ کسی ذاتی نفع کیلئے کوئی رخصت تلاش کرے۔اگر کوئی مفتی ایسا کرتا ہے تو وہ فاسق ہے اور اس سے مسئلہ پوچھنا جائز نہیں

اور طحطاوی میں ہے: غلط اغراض کیلئے فتوی میں تساہل اور حیلے تلاش کرنا حرام ہے۔

لہٰذا ایسی کمپنیوں کا ممبر بننا اور ان کے کاروبار میں شرکت کرنا سود اور جوئے کا لین دین اور اسکی ترویج ہے جو کہ ناجائز اور حرام ہے۔

ٹائنز کی شرعی حیثیت بیان کرنے سے پہلے ٹائنز کمپنی کا تعارف، مارکیٹنگ کا طریقہ کار اور کمیشن کا طریقہ کار درج کیا جا رہا ہے۔اس کے بعد ان مسائل کو بیان کیا جائے گا جس کی بنیاد پر ٹائنز کمپنی کا کاروبار شرعاً غیر مستحسن، ناجائز اور حرام ہے۔

ٹائنز کمپنی کا تعارف

ٹائنز کمپنی کا آغاز 1992ء سے ہوا۔ 15 سال کے عرصے میں یہ کمپنی 212 ممالک میں کام کر رہی ہے۔ جبکہ 105 ملکوں کے اندر قانونی طور پر رجسٹرڈ ہے کمپنی میں 3 کروڑ ڈسٹری بیوٹرز کام کر رہے ہیں کمپنی میں تقریباً 1000 سے زائد پراڈکٹس ہیں جس میں بیشتر بنیادی صحت کیلئے از حد ضروری ہیں جو کہ (TCM) فلسفے پر کام کر رہے ہیں جن کو علاج بالغذاء بھی کہا جاتا ہے کمپنی سالانہ تحقیق پر ایک ارب اور 20 کروڑ روپے خرچ کر رہے ہیں کمپنی کے دنیا میں 9 بڑے پلانٹس کام کر رہے ہیں جو کہ ملائشیا، چین، امریکہ، جاپان، انڈونیشیا، ہانگ کانگ، جرمنی اور انڈیا میں واقع ہیں۔ کمپنی کی ریسرچ اور تحقیقات اپنی ہے تمام پروڈکٹس کو نہ صرف ISO,9001,9002,9003 کی سرٹیفیکیٹس حاصل ہیں بلکہ FOOD,DRUGS AUTHORITY FDA سے بھی رجسٹرڈ ہیں صحت کے علاوہ اب روزمرہ استعمال کی چیز سپر مارکیٹ کے نام سے متعارف کروارہی ہیں کمپنی کی سالانہ سیل 30 کھرب روپے ہے اور یہ دنیا کی پانچویں بڑی کمپنی ہے اقوام متحدہ کا اعزازی ممبر شپ اور جھنڈا بھی کمپنی کو حاصل ہے اسکے علاوہ کمپنی کی اپنی یونیورسٹی اور 302 ایلیمنٹری کالجز چین میں واقع یونیورسٹی میں 12000 طلباء وطالبات زیر تعلیم ہیں کمپنی کا پورے دنیا میں ٹرانسپورٹ کا عالمی نظام قائم ہے جبکہ دنیا کی باؤا انجینئرنگ ٹیکنالوجی بھی کمپنی کے پاس ہے۔

کمپنی کی پروڈکٹس کی ضرورت:

اس وقت دنیا میں مشینی دور چل رہا ہے انسان کو ناقص ہوا، پانی اور خوراک مل رہے ہیں جبکہ ان چیزوں سے بیماریاں زیادہ ہو رہی ہیں بیماریوں کی روک تھام کیلئے لوگ انگریزی ادویات کا استعمال کرتے ہیں جو کہ انسانی صحت کیلئے تباہ کن ہیں ان میں بیشتر دو نمبر ہوتی ہیں ٹائنز کے پاس معیاری فوڈ سپلیمنٹ ہیں جسکی ثانی پوری دنیا میں نہیں پاکستان میں گزشتہ پانچ سالوں مین ان پروڈکٹس کی استعمال سے ہزاروں لوگوں کو شفا مل چکی ہے اور بڑی تیزی کیساتھ لوگ استعمال کر رہے ہیں کیونکہ یہ قدرتی جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ ہوتی ہے اور کوئی ضمنی اثرات نہیں ہوتے۔

مارکیٹنگ کا طریقہ: دنیا میں اس وقت دو قسم کی مارکیٹنگ چل رہی ہے۔

روایتی 1) Traditional Marketing

براہ راست 2) Direct Saling

Traditional Marketing

میں کمپنیاں بیشتر بجٹ Middlimen کو دیتی ہیں جسمیں ٹی۔وی اخبار سائن بورڈ۔ ڈسٹری بیوٹر تھوک فروش اور پرچون فروش شامل ہیں جس کی وجہ سے دو 2 روپے کی چیز 12 روپے کی ہوجاتی ہے جسکی وجہ سے مالداروں کی جیبیں بھرتی رہتی ہیں اور غریب کا خون نچوڑ دیا جاتا ہے۔

DIRECT SELING

اس نظام میں استعمال کنندہ براہ راست کمپنی سے اپنی ضرورت کی چیز اٹھاتا ہے اور اسکو استعمال کرتا ہے استعمال کے بعد اگر اسکو چیز اچھی لگے تو وہ دوسرے کو بتاتا ہے جب دوسرا شخص وہی پراڈکٹ خریدتا ہے تو کمپنی اس کو وہی کمیشن دیتی ہے جو عام کمپنیاں ٹی وی اخبار کو دیتی ہیں اس کمپنی میں مشہور کرنے کا ذریعہ استعمال کنندہ ہوتا ہے کیونکہ استعمال کنندہ ہی بہتر اشتہار کنندہ ہوتا ہے کیونکہ اس نے وہ چیز استعمال کی ہوتی ہے اب اگر وہی شخص اس کو باقاعدہ بزنس کی صورت میں کرتا ہے تو پھر وہ ایک ٹیم بناتا ہے اور اس ٹیم کی پیشہ ورانہ تربیت کرتا ہے اس تربیت کیلئے نہ

صرف ملک کے دور دراز علاقوں میں جانا پڑتا ہے بلکہ بیرونی مما لک میں بھی تربیت کیلئے جاتے ہیں۔

ٹائنز انٹرنیشنل کا طریقہ بھی ڈائریکٹ سیلنگ ہے اسمیں کوئی بھی شخص اپنی مرضی کا پراڈکٹس خریدتا ہے اور اسے استعمال کرتا ہے عام مارکیٹ اور ہمارے ہاں فرق یہ ہے کہ اگر کوئی شخص عام کلینک سے علاج کرواتا ہے تو ڈاکٹر کو دوائی کے پیسے بھی دیتا ہے اور اگر ٹھیک ہو جائے تو پھر اپنے دوستوں کو بھی مشورہ دیتا ہے کہ فلاں سے علاج کروائیں تو ڈاکٹر کو مزید بزنس دیتا ہے لیکن مذکورہ آدمی کو کچھ بھی نہیں ملتا۔ یہاں پر جب وہ کمپنی سے چیزیں خریدتا ہے تو اس کے ساتھ رجسٹریشن بھی کراتا ہے کمپنی رجسٹریشن کی 1750 فیس لیتی ہے اسکے بدلے اس بزنس چلانے کیلئے مراعات دیتی ہے جس میں بزنس کٹ رسالہ جات کوڈ نمبر کارڈ 20% پر رعایتی خریداری کا حق اور قیمتی ٹریننگ فری ہوتی ہے۔ جب اس شخص کو کوڈ ملتا ہے تو یہ کوڈ 200 مما لک میں استعمال ہوتا ہے اب اگر دنیا کے کسی کونے میں بھی کسی شخص کو پراڈکٹس متعارف کروائیں تو اس شخص کو کمیشن ملتا ہے کیونکہ یہ اسکی ذاتی محنت کا نتیجہ تھا کمیشن اس صورت میں ملتا ہے جب پراڈکٹس فروخت ہوا سکے بغیر ہر کسی کو کمیشن نہیں ملتا۔

پراڈکٹس کی مقدا اور فروخت پر نمبر ملتے ہیں اور پروموشن (ترقی) ملتی ہی جسمیں بالواسطہ اور بلاواسطہ دونوں شامل ہیں یہاں پر ہر شخص اپنی مرضی اور پسند کی چیز خریدتا ہے اور کسی sponser کے ذریعے ہی سے اسے پتہ چلتا ہے کیونکہ ہماری چیزیں عام مارکیٹ میں دستیاب نہیں ہوتی تا کہ عوام ہی کو زیادہ سے زیادہ فائدہ دیا جائے۔ اور اشتہار بازی پر بے جا پیسے خرچ کرنے کی بجائے عوام کو فائدہ مل سکے جسکی وجہ سے ملک میں غربت آور بے روزگاری کا خاتمہ ہوگا اور صحت بھی اچھی ہوگی۔ ہماری کمپنی کے اصولوں کے مطابق لوگ ہماری پراڈکٹس استعمال کرتے ہیں اور صحت حاصل کرتے ہیں جبکہ دوسروں کو ان کے استعمال کی ترغیب دینے سے دولت حاصل ہوتی ہے۔

کمیشن کا طریقہ کار:

کمپنی کے قانون کے مطابق جو شخص ہماری کمپنی سے 10000 (دس ہزار) روپے کی کوئی بھی خریداری کرتا ہے اور ساتھ رجسٹریشن بھی کرواتا ہے تو اسکو ایک عہدہ بھی دیا جاتا ہے جو 2* ڈسٹری بیوٹر کہلاتا ہے۔ اب اس شخص کی مزید ٹریننگ ہوتی ہے کہ پراڈکٹس کو زیادہ سے زیادہ لوگوں کو متعارف کروائے اگر یہی شخص چند لوگوں کو پراڈکٹس متعارف کروائے تو یہ اسکی محنت ہے اور اسی محنت کی وجہ سے کمپنی کمیشن دیتی ہے۔ جو دوسری کمپنیاں ٹی وی، اخبار Middemen کو دیتی ہیں۔ مثلاً
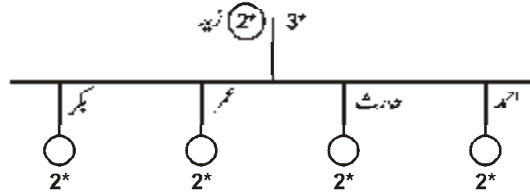
زید نے چار لوگوں کو پروڈکٹس متعارف کروائیں تو ان میں زید کو 20% کمیشن ملے گا یعنی ہر گروپ سے 5% اب زید ان چاروں کے ساتھ مل کر کام کرے گا دن رات ان کی تربیت میں مندرجہ ذیل ٹریننگ شامل ہوتی ہے۔

1.1/2 (1 گھنٹے	1) OPP, Tiens Oppertunity Mecting
3 گھنٹے	2) NDO, New Distributor Oriendtation
3 گھنٹے	3) BPT, Basic Product Train
5 گھنٹے	4) ADVANCE, Advance Traing
3دن	5) LEADER Ship Leader Ship Traing

6) ADVANCE Leader Ship

بیرون ملک: 7 دن

اب زید اپنی ٹیم کے ساتھ مل کر کام کرتا ہے جس کی وجہ سے اسکی مزید پروموشن ہوتی ہے۔
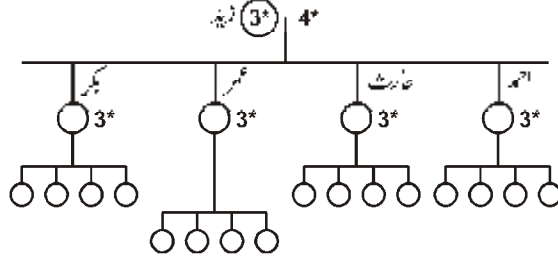
اب چار ڈسٹری بیوٹر نے مزید کام کیا لیکن یہ بات یادرہے کہ جو نئے لوگ آئیں ہیں ان میں اوپر پانچوں لیڈرز کی محنت شامل ہے اب چونکہ نیچے چار لیڈران کی محنت زیادہ ہے ان کو %20 ملتا ہے اور اوپر زید کی محنت ذرا کم ہے لہٰذا اُسکو %4 کمیشن ملے گا۔ اس طرح Direct Commission زیادہ ہوتا ہے اور Indirect Cmmission کم ہوتا ہے۔ اس میں محنت کا ایک بڑا فلسفہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اوپر والا شخص اگر کام نہ کرے اور نیچے والے کریں تو اوپر والا شخص کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتا ہے۔ مثلاً
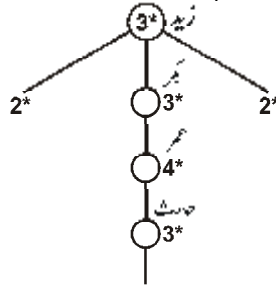
زید بکر سے %20 کمیشن لینے کا حق رکھتا ہے کیونکہ یہ Direct Commission ہے اور بکر پر اُس نے محنت کی تھی اب بکر عمر کو لاتا ہے اور عمر محنت سے *4 بن جاتا ہے اب بکر ایک ہی دفعہ عمر سے کمیشن لے گا۔ کیونکہ زید محنت نہیں کرتا اگر زید دوسرے لائنوں پر محنت کرتا اور *5 ہو جاتا تو زید اپنے عہدے کی وجہ سے نیچے عمر کے *4 خریداری میں کمیشن کا حقدار بن جاتا لہٰذا کمپنی نے کمیشن کا ایک ایسا نظام وضع کیا ہے کہ اگر یہ لائن اور کروڑ لوگوں تک بھی پہنچ جائے تو اس لائن میں بالواسطہ اور بلاواسطہ صرف وہ لوگ کمیشن لیتے ہیں جو محنت کرتے ہیں اور نیچے والوں سے سینئر Senior ہوتے ہیں۔

اس نظام میں یہ خوبی بھی ہے کہ *5 کے عہدے پر پہنچنے کے بعد ہر ایک ڈسٹری بیوٹر کو ہر ماہ 3000 روپے کی لازمی ذاتی خریداری کرنی پڑتی ہے تاکہ وہ خود بھی پروڈکٹس استعمال کریں کیونکہ اگر خود استعمال نہ کریں اور دوسروں کو تعریفیں کریں تو یہ بھی جھوٹ کے زمرے میں شامل ہوگا پروڈکٹس کی انتخاب کیلئے اور مشورے کیلئے ہمارے ہر ایک سنٹر پر MBBS ڈاکٹر موجود ہوتا ہے۔ اگر کسی ڈسٹری بیوٹر کو اپنے خاندان کی کسی مریض کا علاج کروانا ہوتا ہے تو ڈاکٹر کی فری خدمات موجود ہوتی ہے۔ الحمد اللہ ہماری ہی پروڈکشن سے ایسے لاعلاج مریض جو لاکھوں روپے خرچ کرتے ہیں اور ٹھیک نہیں ہوتے وہ ہم سے رجوع کرتے ہیں جس میں امراض قلب، فالج، دمہ، شوگر، ہیپاٹائٹس، ٹی بی اور Neurology کے تمام Cases کے بے شمار رزلٹ عوام کے سامنے ہیں۔ کمیشن کے علاوہ کمپنی مختلف اعزازات بھی دیتی ہے۔ مثلاً موٹر، گاڑیاں، سمندری پالس، ہوائی جہاز اور بیرون ممالک میں مالکانہ حقوق پر گھر یہ اعزازات ہمارے کمیشن کی ماہانہ کٹوتی سے ہوتی ہے اسکے علاوہ گورنمنٹ ہمارے کمیشن میں سے %10 انکم ٹیکس بھی کاٹتی ہے جبکہ ہر پروڈکٹس کی Sale پر %15 جنرل سیل ٹیکس بھی کاٹتی ہے۔

ٹائنز کے ناجائز ہونے کی وجوہات

کمپنی کے پورے حالات کا جائزہ لینے اور بار بار غور وفکر کرنے کے بعد یہ ظاہر ہوا کہ ٹائنز کمپنی کا موجودہ کاروبار اور اس کا طریقہ کار شرعی نقطہ نظر سے صحیح نہیں لہٰذا اس سے اجتناب لازم ہے، یہ بات کسی پر مخفی نہیں کہ جو لوگ وہاں جاتے ہیں، انکا اصل مقصد کمپنی کا ممبر بن کر مقررہ اصول کے تحت کمیشن حاصل کرنا ہوتا ہے۔ لہٰذا اسکا شرعی حکم بھی اس مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے لگایا جائے گا۔

الامور بمقا صدھا۔

ٹائنز کمپنی کا طریقہ کار شرعاً درست نہیں ہے۔ اس کے ناجائز ہونے کی متعدد وجوہات ہیں۔

(۱) کمپنی کے ممبر کیلئے کمپنی کی پروڈکٹس خریدنا شرط ہے۔ پروڈکٹس خریدے بغیر کوئی ممبر کمیشن حاصل نہیں کر سکتا۔ اس شرط کی وجہ سے عقد فاسد ہوجاتا ہے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع اور شرط سے منع فرمایا ہے۔

وقد نهى النبى صلى الله عليه وسلم عن بيع و شرط (الهداية ٣/٦١)

(۲) ہر ایسی شرط جو عقد کے مناسب نہ ہو اور اس شرط میں متعاقدین (بیچنے اور خریدنے والے) میں سے کسی ایک کا نفع ہو اس شرط کی وجہ سے عقد فاسد ہوجاتا ہے۔

وكل شرط لا يقتضيه العقدو فيه منفعةلاحد المتعا قدين...يفسده....لان فيه زيادة عارية عن العوض فيئودى الى الربوا. (الهدايه ٣/٦١)

ٹائنز کمپنی کے خرید وفروخت کے طریقہ کار میں بائع (بیچنے والے) اور مشتری (خریدنے والے) دونوں کا نفع ہے اس لیے یہ عقد فاسد ہوگا۔

(۳) اصول کے اعتبار سے تو کمیشن لینا جائز نہیں لیکن ضرورت کی بنا پر اس کو جائز قرار دیا گیا ہے۔

سئل محمدبن سلمة عن اجرةالسمسار فقال ارجوا انه لاباس به وان كان فى الا صل فاسدالكثرةالتعامل و كثير من هذا غير جائز فجوزوه لحاجة الناس اليه(ردالمحتار علی درمختار ۹/۸۷)

اور فقہ کا ضابطہ ہے۔ **الضرورة تتقدر بقدر الضرورة**

جس چیز کی ضرورت ہو اس کو بقدر ضرورت ہی جائز قرار دیا جاتا ہے، صورت مسئولہ میں ضرورت ایک فرد پر پوری ہوجاتی ہے (یعنی بغیر واسطے کے جو کمیشن ملا) اور ممبر سازی کر کے بالواسطہ جو کمیشن لیا جاتا ہے یہ ضرورت سے زائد ہے اس لیے اصول کی طرف نظر کرتے ہوئے اس کو ناجائز ہی کہا جائے گا۔ لہٰذا کمپنی کو چار ممبر فراہم کرنے پر پہلی دفعہ جو کمیشن مل رہا ہے وہ تو جائز ہے لیکن ان چار ممبروں کی مدد سے جو ممبر بنیں گے اور ان ممبروں کے علاوہ نیچے تک محض ممبر سازی کر کے جو ممبر بنائے جا رہے ہیں ان کا کمیشن لینا جائز نہیں چونکہ اس کاروبار کی بنیاد ہی شرط فاسد پر ہے اس لیے پہلے چار ممبروں کا کمیشن لینا بھی جائز نہ ہوگا۔

(۴) ممبر بن کر کمیشن حاصل کرنا عقد اجارہ ہے اور *5 ممبر کے لیے ہر ماہ 3000 کی لازمی اور ذاتی خریداری ضروری ہے۔ اس کو (یعنی ممبر کے لیے خریداری کو لازمی قرار دینے کو) شریعت کی اصطلاح میں **صفقتين فى صفقة** کہتے ہیں (یعنی ایک عقد کیلئے دوسرے عقد کی شرط لگانا) شریعت نے اس سے منع فرمایا ہے۔ **نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صفقتين فى صفقته واحده** (مسند امام احمد ۱/۶۵۷) تعجب کی بات یہ ہے کہ موصوف اس شرط فاسد کو نظام کی خوبی قرار دے رہے ہیں۔

(۵) ممبر بننے کیلئے جو فیس دی جاتی ہے وہ بھی قمار (جوا) ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے اس لیے کہ کمیشن کا حقدار بننے کیلئے چار ممبر بنانا شرط ہے، اگر کوئی شخص تین ممبر بنائے اور چار ممبر نہ بنا سکے تو اسکی محنت کا کوئی صلہ نہیں ملتا شرعی اعتبار سے یہ جائز نہیں اس میں ایک تو کسی شخص کی محنت رائیگاں جاتی ہے۔ دوسرا یہ کہ اس میں اجرت وجود وعدم کے درمیان دائر ہے گویا اسطرح عقد ہوا کہ اگر چار ممبر بنائے تو اتنی اجرت ملے گی اور اگر چار سے کم بنائے تو کوئی اجرت نہیں ملے گی اور یہی درست نہیں۔

(۶) چار ممبر بنا لینے کے بعد جب وہ ممبر آگے ممبر سازی کرتے ہیں تو اسکا چار فیصد کمیشن اس سے پہلے ممبر یعنی لیڈر کو بھی ملتا ہے جبکہ نئے ممبران بنانے میں اسکی محنت نہیں اور بغیر محنت کے اجرت کا استحقاق درست نہیں، محنت نہ ہونے کی واضح دلیل یہ ہے کہ بلاواسطہ ممبران بنانے پر کمیشن بیس فیصد ملتا ہے، اور بالواسطہ پر چار فیصد اگر محنت یہاں بھی شامل ہے تو پھر چار فیصد کیوں دیا جا رہا ہے مکمل بیس فیصد دیا جائے۔

(۷) سب سے بنیادی وجہ یہ ہے کہ کمپنی کا اصل کاروبار پرڈکٹس کی خرید وفروخت نہیں بلکہ محض ممبر سازی کے ذریعے سرمایہ کی گردش ہے جو کہ قمار (جوا) کی ایک نئی شکل ہے اور سود میں داخل ہے نیز اس میں ہر ممبر دلالی (Broker) کا کردار ادا کرتا ہے اور اس پر اجرت وصول کرتا ہے اور پورا کاروبار دلالی کے لامتناہی سلسلے کی بنیاد پر ہوتا ہے، جبکہ پہلی مرتبہ بلاواسطہ ممبر سازی کی تو اجرت لینا جائز ہے لیکن بالواسطہ ممبر سازی کی اجرت لینا بالخصوص جب یہ سلسلہ اور طویل ہو جائے تو جائز نہیں اس لیے کہ وہ کمیشن بغیر محنت کے ہوگا۔

(۸) کمیشن کے استحقاق کیلئے محنت کے علاوہ ایک زائد شرط یہ بھی ہے کہ وہ ممبر نیچے والے سے سینئر ہو یہ شرط بھی ناجائز ہے۔

(۹) مارکیٹنگ کرنے کیلئے 1750 روپے فیس وصول کی جاتی ہے۔ اور اس فیس کے عوض ٹریننگ دی جاتی ہے، پھر اسکے بعد اسکو مارکیٹنگ کی اجازت دی جاتی ہے۔ اس ٹریننگ کا استعمال اس مارکیٹنگ کے علاوہ اور کہیں ممکن نہیں، اور اگر کوئی شخص مارکیٹنگ نہ کر سکے تو اسکے لیے یہ تمام چیزیں بیکار ہیں اس لیے یہ ضروری ہے کہ اس شرط فاسدہ کو ختم کیا جائے رہی بات ٹریننگ وغیرہ کی سو وہ اس مارکیٹنگ کا حصہ ہے۔ اسے 1750 روپے کا عوض قرار نہیں دیا جا سکتا۔

ضروری گزارش

قارئین رسالہ ہٰذا!

ہم اس بات کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ٹائنز کمپنی کے طریقہ کاروبار کے عدم جواز کی یہ تمام وجوہات ہم نے اپنی طرف سے نہیں لکھیں بلکہ پاکستان کے ممتاز مفتیان کرام کی طرف سے آئے ہوئے فتاوٰی جات سے ماخوذ ہیں۔

یہ تمام مسائل مفتیان کرام کے فتاوٰی سے اس لئے نقل کئے گئے ہیں کیونکہ ان مفتیان کی علمی قابلیت وبصیرت اور دور اندیشی میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

اوراب ہم حضرت مولانا مفتی محمد ساجد صاحب کے ٹائنز کمپنی کے طریقہ کاروبار کے عدم جواز کے فتویٰ پر مفتیان کرام کی تصدیقات پیش کرتے ہیں۔اسکے بعد باقی مفتیان کرام کے ٹائنز کے عدم جواز پر موصول ہونے والے فتاوٰی جات پیش کئے جائیں گے۔

اسکے بعد مفتی اعظم پاکستان حضرت اقدس حضرت علامہ مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کا فتویٰ پیش کیا جائے گا۔چاہیئے تو یہ تھا کہ حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب کے فتویٰ کے بعد طریقہ کاروبار کو بدلا جاتا اوراس کاروبار کے سسٹم میں جتنی خرابیاں موجود تھیں انکو ختم کیا جاتا لیکن حضرت مفتی صاحب کے ہی فتویٰ پر اعتراضات کرکے دوبارہ انکی خدمت میں پیش کردیا کہ شاید اس مرتبہ جواز کا فتویٰ مل جائے لیکن حضرت مفتی صاحب کا موقف عدم جواز کا ہی رہا۔

پہلے فتویٰ پیش کیا جائے گا پھراس پر کئے گئے اعتراضات اوراسکے اندر کمپنی کے سسٹم کو سمجھانے کی دوبارہ ناکام کوشش اور اسکے بعد دوبارہ لکھا جانے والا فتویٰ درج کیا جائے گا۔

آخر میں حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب کی طرف سے اس بات کی بھی تردید کردی گئی ہے کہ ہماری طرف سے ٹائنز کے حق میں کسی بھی قسم کا کوئی فتویٰ نہیں دیا گیا اور جو فتویٰ ہمارا نام استعمال کرکے دیکھایا جارہا ہے وہ من گھڑت ہے۔

الجواب باسم الملھم الصواب

ٹائنز کمپنی کا طریقہ کار شرعاً درست نہیں ہے۔ اس کے ناجائز ہونے کی متعدد وجوہات ہیں۔

① :۔ کمپنی کے ممبر کیلئے کمپنی کی پروڈکٹس خریدنا شرط ہے۔ پروڈکٹس خریدے بغیر کوئی ممبر کمیشن حاصل نہیں کرسکتا۔ اس شرط کی وجہ سے عقد فاسد ہوجاتا ہے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع اور شرط سے منع فرمایا ہے۔

وقد نھی النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم عن بیع وشرط (الھدایۃ ص ۶۱/۳)

② :۔ ہر ایسی شرط جو عقد کے مناسب نہ ہو اور اس شرط میں متعاقدین (بیچنے اور خریدنے والے) میں سے کسی ایک کا نفع ہو اس شرط کی وجہ سے عقد فاسد ہوجاتا ہے۔

وکل شرط لا یقتضیہ العقد وفیہ منفعۃ لاحد المتعاقدین...... یفسدہ......

.... لان فیہ زیادۃ عاریۃ عن العوض فیؤدی الی الربوا۔ (الھدایۃ ص ۶۱/۳)

ٹائنز کمپنی کے خرید و فروخت کے طریقہ کار میں بائع (بیچنے والے) اور مشتری (خریدنے والے) دونوں کا نفع ہے اس لیے یہ عقد فاسد ہوگا۔

③ :۔ اصول کے اعتبار سے تو کمیشن لینا جائز نہیں لیکن ضرورت کی بنا پر اس کو جائز قرار دیا گیا ہے۔

سئل محمد بن سلمۃ عن اجرۃ السمسار فقال ارجو انہ لا بأس بہ وان کان فی الاصل فاسداً لکثرۃ التعامل وکثیر من ھٰذا غیر جائز فجوّزوہ لحاجۃ الناس الیہ۔ (رد المحتار علی الدر المختار ص ۸۷/۹)

اور فقہ کا ضابطہ ہے الضرورۃ تتقدر بقدر الضرورۃ

جس چیز کی ضرورت ہو اس کو بقدر ضرورت ہی جائز قرار دیا جاتا ہے۔ صورت مسئولہ میں ضرورت ایک فرد پر پوری ہوجاتی ہے (یعنی بغیر واسطے کے جو کمیشن ملا) اور ممبر سازی کرکے بالواسطہ جو کمیشن لیا جاتا ہے یہ ضرورت سے زائد ہے اس لیے اصول کی طرف نظر کرتے ہوئے اس کو ناجائز ہی کہا جائے گا۔ لہٰذا کمپنی کو چار ممبر فراہم کرنے پر پہلی دفعہ جو کمیشن مل رہا ہے وہ تو جائز ہے لیکن ان چار ممبروں کی مدد سے جو ممبر بنیں گے اور ان ممبروں کے علاوہ نیچے تک محض ممبر سازی کرکے جو ممبر بنائے جا رہے ہیں ان کا کمیشن لینا جائز نہیں چونکہ اس کاروبار کی بنیاد ہی شرط فاسد پر ہے اس لیے پہلے چار ممبروں کا کمیشن لینا بھی جائز نہ ہوگا۔

④ :- کمپنی کی رجسٹریشن کیلئے جو فیس دی جاتی ہے وہ کمپنی کا کمیشن ایجنٹ بننے کیلئے دی جاتی ہے تاکہ یہ آدمی کمپنی کو مزید ممبر فراہم کر کے کمیشن والا نفع حاصل کر سکے اب اگر یہ آدمی چار ممبر مہیا کرنے میں کامیاب ہو گیا تو اس کو کمیشن مل جائے گا ورنہ کمیشن بھی نہیں ملے گا اور اصل رقم (رجسٹریشن فیس) بھی ہاتھ سے گئی اس طرح یہ رقم نفع حاصل کرنے کیلئے داؤ پر لگائی گئی جو کہ صریح جوا ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمد ساجد
۲۶/۳/۱۴۳۴ھ

محمد ارشاد
خطیب جامع مسجد
چیچہ وطنی

جامعہ اسلامیہ جامع مسجد
بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی

الجواب صحیح

جواب درست ہے
لعل حسین
۱۴/۶/۱۴۳۴ھ

۱۴-۴-۲۰۱۳

ولقد اصاب ما اجاب
فنعم المجیب

۲۳-۲-2013

الجواب حامدا و مصلیا

مذکورہ دونوں جواب درست ہیں، اس لیے جو لوگ اس مذکورہ طریقہ کار کے مطابق کاروبار میں شامل ہیں ان کو چاہیے کہ اس کاروبار کو چھوڑ دیں اور جو غلطی ہوئی ہے اس پر توبہ استغفار کریں اور اس کاروبار سے جو انہوں نے نفع حاصل کیا ہے [illegible]

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح

۱۴۳۴ھ

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

مذکورہ بالا جواب درست ہے۔ اور اس کمپنی اور اس جیسا کاروبار کرنے والی دیگر کمپنیوں میں شامل ہونے کے عدم جواز کی مزید وجوہات یہ بھی ہیں کہ اسمیں کوئی چیز خریدنا عام طور پر مقصود نہیں ہوتا، بلکہ ممبر بن کر کمیشن لینا مقصود ہوتا ہے اور ممبر شپ چونکہ بغیر چیز خریدے حاصل نہیں ہوتی اسلئے وہ درمیانی چیز خریدی جاتی ہے۔ اس طرح یہ محض رقم جمع کرنے کا حیلہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی اشیاء عام مارکیٹ میں دستیاب نہیں۔ نیز اسمیں چیز عام بازاری نرخ سے زیادہ قیمت پر بیچی جاتی ہے اور خریدار کمیشن کی زیادہ رقم حاصل کرنے کیلئے یہ رقم داؤ پر لگاتا ہے۔ چنانچہ اگر وہ آگے ممبر نہ بنا سکے تو یہ رقم بھی ڈوب جاتی ہے۔ اور یہ صریحاً جوا اور قمار ہے۔ لہٰذا اس طرح کے کاروبار میں شامل ہونا سود اور جوئے کو ترویج دینے کے مترادف ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

محمد کاشف شہزاد عفی عنہ

دارالافتاء جامعہ علوم شرعیہ ساہیوال

یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ

الجواب حامداً و مصلیاً :-

مذکورہ بالا تمام جوابات درست ہیں، چنانچہ ٹائنز کمپنی سے مذکورہ طریقہ کے مطابق پروڈکٹس خریدنا، ان کی ممبرشپ حاصل کرنا، اور دوسرے لوگوں کو اسمیں شرکت کی دعوت دینا شرعاً ناجائز ہے۔

لہذا تمام مسلمانوں کو اس قسم کی کمپنیوں میں شرکت سے اجتناب کرنا چاہیے۔

مزید برآنکہ جو لوگ اسمیں شرکت کر چکے ہیں ان کو تجارت پر مشتمل اس کاروبار سے ترک تعلق کر کے توبہ و استغفار کرنا ضروری ہے۔

(واللہ اعلم بالصواب)

محمد کفایت اللہ
مدرس جامعہ اشرفیہ ساہیوال
۲۰۱۲/۴/۱۶

الجواب صحیح
[illegible]

دار الافتاء والتحقیق — فتوی نمبر ____

دار الافتاء جامعہ اشرفیہ
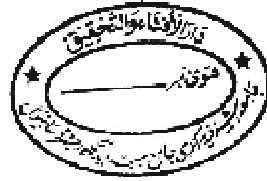
جواب میں مذکورہ وجوہات میں سے آخری وجہ کی بنیاد پر اس کمپنی کے کاروبار کے عدم جواز کے حکم سے مکمل اتفاق ہے ———— فقط واللہ اعلم

محمد عبید اللہ حسن
۱۴۳۴/۵/۱۰

الجواب باسم ملہم الصواب

"میلنز" کمپنی کے مذکورہ معاملہ کے اندر ہماری نظر میں چند بڑی خرابیاں ہیں:۔

① ایجنٹ بن کر کمیشن حاصل کرنا "عقد اجارہ" ہے۔ اس میں اگر ایسی شرط لگادی جائے، جو مقتضائے عقد کے خلاف ہو اور اس میں احد المتعاقدین کا نفع ہو، تو اس سے معاملہ فاسد ہوجاتا ہے۔ "میلنز" کمپنی کا کمیشن ایجنٹ بننے کے لیے ساڑھے سترہ سو روپے (1750) کی رجسٹریشن شرط ہے۔ جس میں کمپنی کا فائدہ ظاہر ہے۔ لہٰذا ایجنٹ بننے کا یہ معاملہ، اور اس سے حاصل شدہ کمیشن ناجائز ہے۔

② یہ ہے تو عقدِ اجارہ، لیکن اس میں ابتداءً دس ہزار روپے کی، اور ہر ماہ تین ہزار روپے کی خریداری کرنا ضروری ہے یعنی "عقدِ اجارہ" میں "عقدِ بیع" شرط ہے۔ اس لیے یہ عقد "صفقتین فی صفقۃ" میں داخل ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے "صفقتین فی صفقۃ" سے منع فرمایا ہے۔

③ ایجنٹ بننے کے لیے جو فیس دی جاتی ہے، وہ بھی جُوا (قمار) ہونے کی وجہ سے ناجائز و حرام ہے۔ اس لیے کہ یہ شخص کمپنی کو مزید چار خریدار فراہم کرنے پر اس سے بھی زیادہ کمیشن کا مستحق ہوسکتا ہے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ مزید چار خریدار تیار نہ کرسکے، اور اس کی جمع کرائی ہوئی رقم ڈوب جائے۔

حوالہ جات بالترتیب ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:۔

① لما في التنوير مع شرحه:

"(تفسد الإجارة بالشروط المخالفة لمقتضى العقد فكل ما أفسد البيع) كما مر (يفسدها)"

(٤٦/٦، باب الإجارة الفاسدة، ط: سعید)

② وفي مسند الإمام أحمد بن حنبل رحمه الله:

"عن عبد الرحمن بن عبد الله بن مسعود رضي الله عنهما عن أبيه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم

...... جاری ہے ......

عن صفقتين في صفقة واحدة"

(١/٦٥٧، رقم الحديث: ٣٧٧٤، مسند عبد الله بن مسعود، ط: بيروت)

وفي الجوهرة النيرة:

"وأما صفقتان في صفقة أن يقول أبيعك هذا العبد بألف على أن تبيعني هذا الفرس بألف"

(١/٢٠٤، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: قديمي)

وفي الهداية:

"وكذلك لو باع عبدا على أن يستخدمه البائع شهرًا أو دارًا على أن يسكنها أو على أن يقرضه المشتري درهمًا أو على أن يهدي له هدية لأنه شرط لا يقتضيه العقد وفيه منفعة لأحد المتعاقدين ولأنه نهى عن بيع وسلف ولأنه لو كان الخدمة والسكنى يقابلهما شيئ من الثمن يكون إجارة في بيع، ولو كان لا يقابلهما يكون إعارة في بيع وقد نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن صفقتين في صفقة"

(٣/٦٣، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانيه)

(٣) وفي أحكام القرآن للجصاص:

"وقال قوم من أهل العلم القمار كله من الميسر، وأصله من تيسير أمر الجزور بالاجتماع على القمار فيه، وهو السهام التي يجيلونها فمن خرج سهمه استحق منه ما توجبه علامة السهم الوافر وحقيقته تمليك المال على الأخطار كالهبات والصدقات وعقود البياعات ونحوها، إذا علقت على الأخطار بأن يقول: «قد بعتك إذا قدم زيد» و «وهبته لك إذا خرج عمرو» لأن معنى

...... جاری ہے......

إيسار الجزور أن يقول: من خرج سهمه
استحق من الجزور كذا، فكان استحقاقه
لذلك السهم منه معلقا على الخطر"
(٦٥٣/٢، باب تحريم الخمر، المائدة، ط: قديمي)

وفي الشامية:

"(قوله يصير قمارا) لأن القمار من
القمر الذي يزداد تارة وينقص أخرى
وسمي القمار قمارا لأن كل واحد من
المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله
إلى صاحبه، ويجوز أن يستفيد مال
صاحبه وهو حرام بالنص"
(٤٠٣/٦، كتاب الحظر والإباحة- فصل في البيع ط: سعيد)

والله أعلم بالصواب

محمد امداد الحسن الصديقي عفي عنه
دار الإفتاء جامعة الحسن ساهيوال
١٢/٤/١٤٣٤ھ
23-02-2013

الجواب صحيح
[illegible] غفرله
جامعة الحسن ساهيوال
١٢/٤/١٤٣٤ھ

الجواب

ٹائمز سکیم ہو یا اس سے ملتی جلتی سکیمیں جو آج کل مروج ہیں ان میں عموماً جو پراڈکٹس پیش کی جاتی ہیں انہیں خریدنا مقصود نہیں ہوتا بلکہ رقم لگا کر سکیم کا ممبر بننا ہی مقصود ہوتا ہے نیز یہ چیزیں اگرچہ عام بازار میں دستیاب نہیں اس لیے ان کی مارکیٹ قیمت متعین کرنا اگرچہ مشکل ہے تاہم اکثر جاننے والوں کا غالب گمان یہی ہے کہ اسی معیار کی عام مارکیٹ میں دستیاب دیگر پراڈکٹس سے ان کی قیمت کافی زیادہ ہوتی ہے۔ اس لیے بظاہر پراڈکٹس کی خریداری کے نام پر جو رقم دی جاتی ہے وہ یا اس کا ایک حصہ مزید بہت زیادہ پیسے کمانے کے لالچ میں داؤ پر لگایا جا رہا ہوتا ہے۔ اس لیے یہ سکیمیں قمار (جوا) میں داخل ہیں اس لیے کہ قمار کی حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے مال کو اس انداز سے کسی مبہم اور غیر یقینی چیز کی بنیاد پر داؤ پر لگائے کہ یا تو بہت زیادہ اضافی رقم مل جائے یا لگائی ہوئی رقم بھی ڈوب جائے۔ مذکورہ سکیموں میں بھی اگر مزید ممبر تیار ہو جائیں تو اضافی رقم مل جاتی ہے ورنہ پہلی بھی ضائع ہو جاتی ہے۔ اس لیے ان سکیموں میں شرکت جائز نہیں ہے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب۔

محمد
۲۳/۴/۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح
محمد
۲۳/۴/۳۴ھ

جامعہ اشرفیہ لاہور

الجواب باسم الملک الوھاب

ٹائنز کمپنی اور اس سے ملتی جلتی دوسری کمپنیوں کے طریقہ کار کے بارے میں ادارہ ہذا سے کئی مرتبہ عدم جواز کا فتوی جاری ہو چکا ہے۔ اس میں بہت سی خرابیاں موجود ہیں۔ جس کی بناء پر ان سے معاملہ کرنا شرعاً ناجائز ہے۔ لہذا خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی مسئلہ سے آگاہ کریں۔ فقط واللہ اعلم

شاہد عبید

دارالافتاء، جامعہ اشرفیہ، لاہور

۶ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ/۱۷ فروری ۲۰۱۳ء

D,UBAID1,shahid,tainz

جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب

ٹائینز اور گولڈن چین انٹرنیشنل کمپنی جو تجارت کر رہی ہے یہ غیر شرعی قواعد پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے اور اس میں اصل مقصود رقم لگا کر اور ممبر بنا کر پیسہ کمانا ہوتا ہے لہذا اس اسکیم کا ممبر بن کر نفع کمانا شرعاً جائز نہیں کیونکہ درحقیقت مذکورہ اسکیم قرض، جوئے اور غرر کے علاوہ سود پر مبنی ہے۔ نیز ممبر بننے کی شرط ایسی ہے جس میں متعاقدین میں سے ایک کا نفع ہے جو کہ عقد فاسد کا ایک فرد ہے۔ ہدایہ میں ہے

کل شرط لا یقتضیہ العقد وفیہ منفعۃ لاحد المتعاقدین او للمعقود علیہ وھو من اھل الاستحقاق فیفسد (ص ۶۲ ج ۳) فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالحکیم عفا اللہ عنہ

۲۲/۴/۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

۲۳/۴/۱۴۳۴ھ

مفتی

جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب باسم الملک الوہاب

ڈائنر کمپنی کے طریقہ کار کا شرعی حکم

(۱) ۱۹۰۰ روپے کے عوض کمپنی کی فائل خرید کر اس کا ممبر (اجیر) بننا کیسا ہے؟
فائل خریدنا فی نفسہ بیع وشراء کے زمرے میں آ کر اگرچہ جائز امر ہے۔ لیکن چونکہ اس فائل کا خریدنا کمپنی کا ممبر (اجیر) بننے کیلئے عقد اجارہ میں مشروط قرار دیا گیا ہے۔ اور عقد اجارہ میں یہ شرط فاسد ہے۔ مزید یہ کہ عقد اجارہ میں کوئی ایسی شرط لگانا جو کہ مقتضی عقد کے خلاف ہو یا اس میں نفع احد المتعاقدین ہو یا معقود علیہ کا نفع ہو یا متعاقدین میں مخاصمت ہو، ان میں سے کسی کے پائے جانے کی وجہ سے اجارہ فاسد ہو جاتا ہے۔ مذکورہ بالا عقد کی صورت میں یہ باتیں پائی جاتی ہیں لہذا یہ عقد شرعاً جائز نہیں ہے۔
(تفسد الاجارۃ بالشروط المخالفۃ لمقتضی العقد فکل ما افسد البیع) مما مر یفسدها ـــــــــ (الدر مع الرد ۵/۳۲)

وکل شرط لا یقتضیه العقد وفیه منفعۃ لاحد المتعاقدین او للمعقود علیه وهو من اهل الاستحقاق یفسده ـــــــ (هدایه ۳/۶۱)

وكذالك لو باع عبدا على ان يستخدمه البائع شهرا او دارا على ان يسكنها او على ان يقرضه المشترى درهما او على ان يهدى له هدية لانه شرط لا يقتضيه العقد وفيه منفعة لاحد المتعاقدين و لانه نهى عن بيع و سلف و لانه لو كان الخدمة والسكنى يقابلهما شئ من الثمن يكون اجارة فى بيع ولو كان لا يقابلهما يكون اعارة فى بيع وقد نهى النبى ﷺ عن صفقتين فى صفقة ـــــــــ (هدايه ۳/۶۲)

وصرح به فى فتاوى قارى الهداية ثم قال والعقد اذا فسد فى بعضه فسد فى جميعه ـــــــــ (الاشباه والنظائر ص۱۱۱)

(۲) بالواسطہ اور بلا واسطہ ممبر بنانے پر اجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟
الجواب: دلالی کے جائز ہونے میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے لیکن لوگوں کی ضرورت وحاجت کی بناء پر اس کو جائز کہا ہے۔ مگر صورت مذکورہ میں ابتدا (جاری ہے)

ب۔ بعض میں عقد اجارہ میں شرط فاسد کے پائے جانے کی وجہ سے بالواسطہ اور بلاواسطہ دونوں طرح کے گاہکوں پر اجرت لینا جائز نہیں ہے۔

وفی الحاوی سئل محمد بن سلمة عن اجرة السمسار فقال ارجو انه لا بأس به وان كان فی الاصل فاسدا لكثرة التعامل وكثير من هذا غير جائز فجوزوه لحاجة الناس اليه كدخول الحمام (شامی ۵/۴۷)

(وتفسد الاجارة بالشروط المخالفة لمقتضى العقد فكل ما افسد البيع) مما مر (يفسدها) ——— (الدر مع الرد ۵/۳۲)

۳۔ (۴۰۰۰) روپے کی خریداری کرنا ہر ماہ لازم ہوتی ہے ادویات کی صورت میں یہ جائز ہے یا نہیں؟

اس کا جواب پیچھے گزر چکا ہے، سوال نمبر ۲ کے ذیل میں۔

(نوٹ)

ان کمپنی والوں کا کہنا ہے کہ جب کوئی شخص مریض ہوتا ہے اور وہ کسی ڈاکٹر سے دوائی لے کر ٹھیک ہو جائے تو وہ دوسرے مریضوں کو بھی اسی ڈاکٹر کے پاس بھیجتا ہے۔ اب اس کی وجہ سے ڈاکٹر کو نفع ہوتا ہے اور اس کی تشہیر ہوتی ہے لیکن اس بھیجنے والے کو کچھ نہیں حاصل ہوتا۔ جب کہ کوئی شخص ہماری کمپنی کی دوائیوں سے ٹھیک ہو جائے اور وہ مزید ہمارے پاس کسی گاہک کو بھیجے تو ہم اس کو بھی اس پر نفع دیتے ہیں حالانکہ پہلی صورت میں مریض اول کو مریض ثانی کی صحت یابی مقصود ہوتی ہے جبکہ دوسری صورت میں مریض کو بھیجنے پر حاصل ہونے والا کمیشن مقصود ہوتا ہے جو کہ عقد میں شرط فاسد کے ہونے کی وجہ سے ناجائز و حرام ہے جیسا کہ یہ بات ماقبل عبارات سے معلوم ہو چکی ہے۔

(جاری ہے)

۲

(دوم) صورت ثانی کو صورت اوّل پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق اور جہالت کی علامت ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ مشتاق احمد

دار الافتاء والارشاد

جامعۃ الحمید لاہور

۲۶ ربیع الاوّل ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح

دارالعلوم عیدگاہ کبیروالا

№ 25258

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے کہ ایک چائنہ کی کمپنی ہے جس کا نام ہے n.tines (نائنز) جو اپنا کاروبار کچھ اس طرح سے کر رہی ہے پہلے اس میں جوائن ہوتے ہیں جس کے چار جز اٹھارہ سو (۱۸۰۰) روپے ہیں اس پر یک سٹار ملتا ہے۔ اور اگر اس کمپنی سے پینتیس ہزار (۳۵۰۰۰) کی چیزیں خریدیں تو اس پر تین سٹار ملتے ہیں۔ اور پھر کام شروع ہوتا ہے ان کی چیزوں میں میڈیسن زیادہ ہیں اور مختلف چیزیں بھی ہیں۔ تین سٹار بننے کے بعد اگر وہ ورکر مزید تین لوگوں کو سٹار بنائے تو وہ کمپنی اس ورکر کو ہر ایک کے پینتیس ہزار میں سے ۲۰% (فیصد) دے گی اور اس طرح اس ورکر کا درجہ چار سٹار ہو جائے گا۔ اور اسی طرح اس ورکر کے نیچے والے تین سٹار اپنے اپنے نیچے مزید تین تین سٹار بنائیں تو ان کا درجہ چار سٹار ہو جائے گا اور اس ورکر کا درجہ پانچ سٹار ہو جائے گا۔ اور اگر وہ ورکر (direct) کسی کو تین سٹار بنائے گا تو اس ورکر کو اس تین سٹار کے پینتیس ہزار روپے میں سے ۲۸% (فیصد) ملے گا اسی طرح یک چین چلتی رہے گی۔ اور جب وہ ورکر چھ سٹار ہو جائے گا تو کمپنی اس کو ایک مفت toure (دورہ) کروائے گی یہ warker (ورکر) اس toure کی جگہ ڈیڑھ لاکھ بھی لے سکتا ہے۔ اور جب وہ آٹھ سٹار ہو جائے گا تو کمپنی انعام کے طور پر اس ورکر کو ایک honda civic کار بھی دی جائے گی۔ اور جب ورکر آٹھ سٹار ہو جائے گا تو پھر وہ کسی کو تین سٹار بنائے تو اس کے پینتیس ہزار میں سے اس کو چالیس فیصد ملے گا اور جو نیچے والے تین سٹار ہیں ان میں سے ہر ایک میں سے اس ورکر کو چار فیصد ملے گا۔ کیا شریعت کی رو سے یہ کام ٹھیک ہے اس میں سود تو نہیں ہے۔

السائل: محمد عثمان اوکاڑوی: 03216978701

الجواب حامداً ومصلیاً

نائنز اور اس طرح کی دوسری کمپنیاں نام بدل کر کاروبار کر رہی ہیں۔ مذکورہ کمپنیوں میں یہ امر مشترک ہے کہ آپ جتنے ممبر مہیا کریں گے اسی تناسب سے آپ کو کمیشن ملے گا۔ اور اگر ممبروں کی مطلوبہ تعداد تیار نہ کر سکے تو کمیشن نہیں ملے گا۔ حالانکہ یہ شرط فاسد ہے کیونکہ کمپنی کا ایجنٹ بن کر اپنی سعی اور کوشش کے عوض کمیشن حاصل کرنا اگرچہ جائز ہے لیکن اس قسم کے عقود کچھ شرائط کے ساتھ مقید ہوتے ہیں۔ جن میں سے ایک شرط یہ ہے کہ ایسی شرط نہ لگائی جائے جس کا عقد سے کوئی تعلق نہ ہو اور نہ ہی فریقین میں سے کسی ایک کا فائدہ ہو۔ اگر ایسی شرط لگائی گئی تو یہ معاملہ شرعاً جائز نہ ہوگا۔ اور نائنز وغیرہ میں یہ شرط پائی جاتی ہے کیونکہ اس کا ممبر بننے کے لئے ضروری ہے کہ کمپنی میں انٹری فیس جمع کرائی جائے یا کوئی قیمتی پروڈکٹ (prwdect) خریدی جائے۔ حالانکہ دلال یا ایجنٹ تو صرف اپنی محنت خرچ کرتا ہے اس کے علاوہ اس کو کثیر رقم خرچ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی اور اس کے ساتھ ساتھ کمپنی کا بھی اس میں فائدہ ہے۔ اس کے علاوہ کمپنی کے طریقہ کار کے مطابق بالواسطہ ممبران کے بدلے جو کمیشن ممبر اول کو ملتا ہے وہ کمیشن اس کی محنت کے بغیر ہوتا ہے جو اجرۃ الدلال نہیں بلکہ اس پر سود کی تعریف صادق آتی ہے۔ اس لئے کہ ممبران بالا نیچے والے ممبران کا کمیشن کمپنی سے وصول کرتے ہیں جو کہ

ان کی محنت کے بغیر حاصل ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ صرف پروڈکٹ خریدنا مقصود نہیں ہوتا بلکہ ممبر بن کر نفع کمانا مقصود ہوتا ہے۔ لہٰذا مذکورہ تفصیل کے مطابق ڈیٹز وغیرہ کمپنیوں کا ممبر بننا شرعاً جائز نہیں ہے۔

قال الله تبارک وتعالیٰ:

واحل الله البیع وحرم الربوٰ (البقرۃ:۲۷۵)

فی التفسیر الکبیر ۳/۷۴:

قال بعضهم ان الله تعالیٰ انما حرم الربا من حیث انه یمنع الناس عن الاشتغال بالمکاسب وذالک لان صاحب الدرهم اذا تمکن بواسطة عقد الربا من تحصیل درهم الزائد نقداً کان او نسیئةً خف علیه اکتساب وجه المعیشة، فلا یکاد یتحمل مشقة الکسب والتجارۃ والصناعات الشاقة، وذالک یفضی الی انقطاع منافع الخلق۔

وفی السنن ابن ماجة ص۱۷٦:

حدثنا سوید بن سعید قال: حدثنا یحیی بن سلیم، عن إسماعیل بن أمیة، عن سعید بن أبی سعید المقبری، عن أبی هریرة، قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم " ثلاثة أنا خصمهم یوم القیامة، ومن کنت خصمه خصمته یوم القیامة: رجل أعطی بی، ثم غدر، ورجل باع حرا فأکل ثمنه، ورجل استأجر أجیرا، فاستوفی منه ولم یوفه أجره " وعن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله ﷺ اعطو الاجیر اجرة قبل ان یجف۔

وفی الدر مع الرد ۵/۱٦٦:

(مطلب کل قرض جر نفعا حرام)

(قوله کل قرض جر نفعا حرام) أی إذا کان مشروطا کما علم مما نقله عن البحر، وعن الخلاصة وفی الذخیرة وإن لم یکن النفع مشروطا فی القرض، فعلی قول الکرخی لا بأس به۔

فی المبسوط ۱۴/۳۵:

نهی رسول الله ﷺ عن قرض جر منفعة وسماه ربا۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب

محمد یوسف ... عفی عنہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کبیر والا

۱۴۳۳/۶/۲۳ھ

الجواب صحیح

جامعہ عثمانیہ پشاور کی طرف سے ٹائنز کے خلاف تردیدی فتویٰ

دارالافتاء جامعہ عثمانیہ پشاور
سلسلہ وار نمبر 1474
تاریخ آمد ... تاریخ روانگی ...
فتویٰ نمبر ...

ٹائنز کمپنی کے متعلق جامعہ عثمانیہ پشاور کا فتویٰ

حضرات مفتیان کرام جامعہ عثمانیہ پشاور

حضرات گرامی آپ کی خدمت میں عاجزانہ التماس کی جاتی ہے کہ ٹائنز نامی کمپنی کے متعلق آپ نے جواز کا فتویٰ دیا ہے جبکہ اسی کمپنی کے بارے میں جامعہ دارالعلوم کراچی سے عدم جواز کا فتویٰ جاری ہو چکا ہے اور وہ فتویٰ بھی آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں۔ اب آپ حضرات سے یہ عرض کرتا ہے کہ آپ اس فتویٰ کو بھی دیکھیں اور اپنے فتویٰ پر بھی نظر ثانی کریں تاکہ ہمارے لیے اس میں رہنمائی ہو سکے اور مسئلے کی وضاحت ہو سکے۔

الجواب وباللہ التوفیق:

ٹائنز کمپنی کے بارے میں کئی برس قبل اس کمپنی کے کسی کارکن [illegible] نے ایک مجمل سوال کے ذریعے جامعہ عثمانیہ کے دارالافتاء سے استفتاء طلب کیا چونکہ اس میں اظہار کردہ صورت (سوال کے مطابق) شریعت سے متصادم نہ تھی بناء بریں جامعہ کے دارالافتاء سے جواز کا فتویٰ صادر کیا گیا لیکن بعدازاں متعدد دارالافتاؤں سے اس کمپنی کے بارے میں عدم جواز کا قول اور جامعہ سے بار بار لوگوں کے رجوع کرنے پر اس مسئلہ پر از سر نو تحقیق شروع کی گئی اور جامعہ کے مفتیان کرام پر مشتمل بورڈ "المجلس الفقہی" نے اس کے لیے خصوصی کمیٹی تشکیل دی جس نے کمپنی کے دفتر، متعلقہ افراد اور عملے سے تمام تر حقائق جمع کر کے اپنی رپورٹ المجلس الفقہی کے سامنے پیش کی جہاں اس مسئلے کے تمام گوشوں پر از سر نو غور و خوض کے بعد یہ فتویٰ دیا گیا کہ......

ٹائنز کمپنی کے اہداف و مقاصد، طریقہ کار اور شرائط کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ جملہ ممبران کو ملنے والے منافع کو ہم کس ضمن میں شمار کر سکتے ہیں؟

ایک احتمال یہ ہے کہ ٹائنز کمپنی کو مشترک کاروباری کمپنی قرار دیا جائے اور جملہ ممبران کو سرمایہ کی بنیاد پر شریک حصہ دار کا درجہ دیا جائے اور آمدنی (خواہ پروڈکٹس سے ہو یا کسی ممبر شپ سے) اسے جملہ شرکاء میں مقررہ شرائط کی رو سے تقسیم کیا جائے لیکن یہاں یہ حقیقت نظر نہیں پائی جاتی کیونکہ ممبر کو مالکانہ حقوق نہیں دیے جاتے بلکہ اگر کسی وجہ سے مقررہ ماہانہ خریداری نہ ہو پائے تو ممبران [illegible] تو ممبر کا حصہ رسدی ختم ہو جاتا ہے اور اس کو نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی درجہ میں شریک نہیں۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ کسی لیڈر کو نیٹ میں حصہ رسدی اس کی محنت کا اثر قرار دیا جائے یعنی لیڈر جتنے ممبر بنائے ان کی فیس سے حصہ رسدی منہا ہو اور اس لیڈر کو اس [illegible] اس میں حصہ ملے۔ یہاں یہ بھی یہاں ممکن نہیں اس لیے کہ ٹو سٹار (2☆) سے تھری سٹار (3☆) تک اس لیڈر کی ذاتی محنت شامل ہے لیکن تھری سٹار (3☆) سے آگے ایٹ سٹار (8☆) تک مراحل طے کرنے میں اس کی براہ راست محنت شامل نہیں ہوتی۔ ممبر نیچے جو رابطے بناتے ہیں دراصل عوض ایٹ سٹار (8☆) کو ملتا ہے گویا دوسرے کی محنت کا صلہ عوض اس کو مل رہا ہے۔ علاوہ ازیں لیڈر کی ترغیبی محنت کمپنی کے پروڈکٹس کی ماہانہ خریداری کے ساتھ مشروط ہے ورنہ لیڈر کو ان ترغیبی محنت کا صلہ نہیں ملتا۔ اس طرح اجارہ بشرط فاسد بھی ہوا۔

ان سے یہ حقیقت سامنے آئی کہ یہ [illegible] ہے نہ شرکت بلکہ برائے نام اشیاء کی خریداری کی شکل میں ماہانہ فیس ادا کرنے پر بڑی رقم حاصل کرنے کی کوشش ہے جہاں کم پیسے کے بدلے زیادہ رقم کی لالچ کی صورت میں مذموم سودی کاروبار کی ایک شکل ہے۔ لہٰذا اس میں کسی وجہ میں آلہ کار بننا جائز نہیں۔ "الامور بمقاصدها" کے مشہور قاعدے کی بنیاد پر یہ سودی کاروبار کی ترویج کیلئے ایک ترویجی اور پر فریب مذموم کوشش ہے۔ یہ پروڈکٹس کی خریداری کے بہانے سود کو نظر میں رکھنے کا مذموم حربہ ہے۔ لہٰذا المجلس الفقہی کے متفقہ فیصلے کے مطابق ٹائنز کمپنی کے ساتھ کسی بھی درجہ میں شریک ہونا جائز نہیں۔ جامعہ کے گزشتہ فتویٰ کو منسوخ کر کے ٹائنز کمپنی کا حصہ دار بننا ہرگز جائز نہیں۔ نیز کسی بھی فرد یا جماعت کو یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ جامعہ عثمانیہ پشاور کے گزشتہ فتویٰ کی تشہیر کرے اور اس کی بنیاد پر لوگوں کا اعتماد حاصل کرے، کیونکہ جامعہ عثمانیہ کا تحقیقی فتویٰ عدم جواز ہی کا ہے۔

کتبہ: ضیاء اللہ
قسم التخصص فی الفقہ الاسلامی دارالافتاء

الجواب صحیح
محب الرحمٰن
[illegible] ۱۴۳۱

[illegible]
۲۰ / محرم ۱۴۳۱

جامعہ فریدیہ ساہیوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ میں کہ

☆ ٹائینز (TIENS) نامی ایک چائنیز کمپنی ہے جس کی ایک فرع پاکستان میں بھی ہے ان کے کاروبار کا طریقہ یہ ہے کہ کمپنی "عقد اجارہ" یعنی ایجنٹ سازی کے ذریعے سے اپنی پروڈکس بیچتی ہے اور اپنے ایجنٹ کو کمیشن فراہم کرتی ہے لیکن کسی بھی ایجنٹ کو کمیشن حاصل کرنا تقریباً تین ہزار کی خود خریداری پر مشروط ہے اگر وہ ایجنٹ اس خریداری کے بغیر کام کرتا ہے تو اس کو کمیشن فراہم نہیں کیا جاتا یعنی "عقد اجارہ" "عقد بیع" پر مشروط ہے اور پھر اس ممبر نے اسی طرز پر آگے ممبر بنانے ہیں جن کا "عقد اجارہ" "عقد بیع" پر مشروط ہے اسی بیع پر پہلے ممبر کو کمیشن ملے گا اور پھر یہ نفع حاصل کرنے کے لیے کمپنی تین ممبر بنانے کی ہدایت بھی کرتی ہے اگر چہ ایک ممبر کی خریداری پر بھی پہلے ممبر کو اس کی خریداری کا کمیشن مل جاتا ہے۔

☆ اور پھر یہ سلسلہ اسی طرز پر غیر متناہی انداز میں چلتا رہتا ہے جو پیچھے والے ممبران ہوتے ہیں انھیں بلاواسطہ کمیشن تو ملتا ہی ہے لیکن اس کے ساتھ بالواسطہ بعد والے ممبران سے بھی ایک خاص فیصد کے اعتبار سے ملتا رہتا ہے اور کسی بھی ممبر کے قائیوستار بننے کے بعد کمیشن حاصل کرنے کے لیے خود اسے آٹو شپ یعنی تین ہزار کی خریداری کرنا ضروری ہے یعنی کمیشن کا ملنا تین ہزار کے عقد بیع پر مشروط ہے ہر ممبر کمیشن حاصل کرنے کے لالچ میں کمپنی کی غالی ثمن پروڈکس خریدتا ہے

☆ اور ایک رینک پر جا کر کمپنی بین الاقوامی سطح پر تمام جتنے بھی ممبران کمپنی کی پروڈکس سیل (Sale) کرواتے ہیں ان میں سے ایک مخصوص مقدار میں کمیشن میں حصہ اس اعلیٰ رینک پر پہنچنے والے کا بھی ہوتا ہے جس کی محنت ان پروڈکس سیل (Sale) کروانے میں شامل نہیں ہوتی یعنی یہ کمیشن اسے بلاعوض مل رہا ہوتا ہے۔

برائے مہربانی شریعت اسلامیہ کی روشنی میں راہنمائی فرمائیں کہ یہ کام کرنا کیسا ہے؟ "بینوا توا جروا"

دارُالافتاء جامعہ فریدیہ ساہیوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ٹائینز کمپنی کا کاروبار اور اس کا ممبر بننا مندرجہ ذیل ممنوعات کے شامل ہونے کی بنا پر شرعاً "ناجائز" ہے۔

1۔ کمپنی کا ممبر بن کر کمیشن حاصل کرنا "عقد اجارہ" ہے اور یہ عقد اجارہ کمپنی کی تقریباً تین ہزار کی پروڈکس خریدنے پر مشروط ہے اگر کوئی خریداری نہیں کرتا تو اسے کمیشن نہیں مل سکتا اور یہ شرط فاسد ہے اور اسی شرط فاسد کی بنیاد پر اجارہ فاسد ہو جائے گا اور پھر اسی طرز پر آگے ممبران بنائے جاتے ہیں تو اسی شرط فاسد کی بناء پر تمام کا عقد اجارہ فاسد ہے اس لیے تمام ممبران کے لیے ضروری ہے کہ اجارہ کو فسخ کر کے کمپنی سے علیحدگی اختیار کریں کیونکہ فرمان نبوی ﷺ ہے "وقد نہی النبی ﷺ عن بیع وشرط" "حضور ﷺ نے بیع اور شرط سے منع فرمایا ہے۔ اور عقد اجارہ بھی بیع کی ہی قسم ہے لیکن اس میں منفعت بیچی اور خریدی جاتی ہے اور ہر ایسی شرط جس کا عقد تقاضا نہ کرتا ہو اور اس میں متعاقدین میں سے کسی ایک کے لیے منفعت ہو تو اس شرط کے ذریعے سے ان میں سے ایک کے لیے ایسا اضافہ موجود ہے جو خالی عن العوض ہے اور یؤدی الی الربو کا باعث ہے (الھدایہ کتاب البیوع ص ۱۰)

2۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ بیع کہتے ہیں "مبادلۃ المال بالمال بالتراضی" "کہ مال کو مال کے ساتھ جانبین رضامندی کے ساتھ کرنا بیع ہے۔ (الھدایہ کتاب البیوع) اب کمپنی کے ممبر کے لیے کمیشن حاصل کرنے کے لیے تقریباً تین ہزار کی عقد بیع کرنا لازم اور شرط ہے یعنی کہ چاہے یا نہ چاہے خریداری کرنا لازم ہے تو جہت بالتراضی ختم ہو جانے کی وجہ سے عقد بیع بھی فاسد ہو جائے گا اور اسی عقد بیع پر پہلے والے ممبر کو کمیشن ملتا تھا جبکہ اس بیع کو فسخ کرنا لازم ہے عقد اجارہ فاسد ہونے کے ساتھ عقد بیع بھی فاسد ہے تو اس سے کمیشن لینا بھی جائز نہیں ہوگا۔

3۔ کمپنی کے ساتھ ممبر کا "عقد اجارہ" ہے اور عقد اجارہ مشقت عمل کا نام ہے اور مشقت کرنے والے کو ہی اجرت ملتی ہے اب جو بالواسطہ ممبران کے بغیر محنت کے کمیشن حاصل ہوگا وہ عقد اجارہ والی خرابی جو نص سے ثابت ہے اس کے ساتھ ساتھ بلاعوض ہونے کی بنا پر بھی دونی ناجائز ہوگا۔ کیونکہ جب ممبران بعد والے ہزاروں کی تعداد میں ہوتے ہیں تو پہلے والے کی محنت تو دور کی بات ہے وہ ان سے واقف بھی نہیں ہوتا اور جب بین الاقوامی مخصوص حصہ مل رہا ہوتا ہے تو وہ یقیناً بلاعوض ہوتا ہے تو جس نے محنت کی ہے اس کی محنت کے صلے کا کچھ حصہ اسے بغیر محنت کے حاصل ہو رہا ہے جو کہ محنت کرنے والے کی حق تلفی ہے جو شرعاً ناجائز ہے۔

4۔ چوتھی صریح خرابی یہ ہے کہ جو کمیشن بالواسطہ بغیر محنت کے حاصل ہو رہا ہے اس میں "شبہۃ الربو" موجود ہے کیونکہ صاحب ھدایہ نے ربا کی تعریف یہی کی ہے "لان الربو هو الفضل المستحق لاحد المتعاقدين في المعاوضة الخالي عن عوض شرط فيه" (الھدایہ باب الربوا ص ۸۲) بے شک ربا یہ ہے کہ عقد معاوضہ میں متعاقدین میں سے کسی ایک کے لیے ایسی زیادتی جو عوض سے خالی ہو اور مشروط بالعقد بھی ہو اب جس ممبر کو جو کمیشن بغیر محنت کے مل رہا ہے گویا کہ وہ بلاعوض اور مشروط بالعقد بھی ہے تو یہ شبہۃ الربا کی صورت بنتی ہے اگرچہ حقیقت الربوا کی صورت نہیں بنتی لیکن صاحب ھدایہ فرماتے ہیں "شبهة الربوا وهي مانعة كالحقيقة الربوا" کہ شبہۃ الربوا اسی طرح حرام ہے جس طرح حقیقت ربوا حرام ہے۔ (الھدایہ باب الربوا ۸۳)

اب اسی ربو کی وجہ سے کمپنی کے ساتھ کسی بھی مسلمان کا کام کر کے کمیشن لینا جائز نہیں ہے کیونکہ بیع مشروط کی ممانعت پر فرمان نبوی ﷺ موجود ہے اور ربوا کی حرمت پر اللہ تعالیٰ کے متعدد فرامین قرآن مجید میں موجود ہیں۔

"احل الله البيع وحرم الربوا" اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا ہے اور "ربوا" کو حرام کیا ہے

"وذروا مابقى من الربوا ان كنتم مؤمنين" اگر تم مومن ہو تو باقی ربا چھوڑ دو۔

"فاذنوا بحرب من الله ورسوله" اگر نہیں چھوڑتے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔

"يايها الذين امنوا لا تاكلوا الربوا" اے ایمان والو ربا نہ کھاؤ دوگنا چار گنا کر کے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔

"ومن عاد فاولئك اصحاب النار هم فيها خالدون" اگر کسی نے حرمت ربا کے بعد بھی اس کا لین دین کیا تو وہ جہنمی ہے اس میں رہے گا۔

ترمذی شریف میں ابن مسعودؓ کی حدیث ہے: "لعن رسول الله آكل الربو وموكله وشاهديه وكاتبه" کہ رسول اللہ ﷺ نے ربا کھانے والے اور کھلانے والے اور تحریر کرنے والے اور اس پر گواہ بننے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

تو لہٰذا ان سارے دلائل کی بنیاد پر مسلمانوں پر لازم ہے کہ حرام خوری کے ان طریقوں سے بچیں اور کمیشن کے لالچ میں آ کر اپنی قوم کا استحصال بھی نہ کریں اور اپنی آخرت بھی برباد نہ کریں۔ واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

تصدیق

علامہ پروفیسر ڈاکٹر مفتی محمد نظیر فریدی
نائب مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ فریدیہ ساہیوال

۱۔ مفتی حافظ علی عمران ________
۲۔ مفتی محمد سجاد فریدی ________
۳۔ مفتی محمد احمد فریدی ________
۴۔ مفتی علی عمران قادری ________

دار الافتاء جامعہ فریدیہ ساہیوال

جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

باسمہٖ تعالیٰ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے خط میں مذکورہ اشکالات اور دارالعلوم کراچی کے فتویٰ کا تجزیہ کیا۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ فتویٰ میں کمپنی کے کاروبار کی جن خرابیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ آپ کو ان خرابیوں کی موجودگی سے انکار ہے حالانکہ یہ اور کچھ دیگر خرابیاں اس کمپنی میں موجود ہے جن کی وجہ سے (TIENS) کمپنی کا کاروبار شرعاً درست نہیں۔

اس کے علاوہ اکثر و بیشتر کمپنیوں کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ ان کا عملی طریقہ کاروبار پراسپکٹس (PROSPECTUS) میں درج شدہ طریقہ سے مختلف ہوتا ہے۔ اور پراسپکٹس میں درج طریقہ کو اسلامائز کرنے سے ان کا عملی ناجائز کاروبار جائز نہیں ہو سکتا۔ البتہ اگر واقعی کسی کمپنی کے طریقہ کاروبار میں مذکورہ خرابیاں موجود نہیں تو اس کو کوئی کیونکر ناجائز کہے گا

واللہ اعلم بالصواب!

کتبہ
جلال الدین وزیر
المتخصص فی الفقہ الاسلامی
دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

الجواب صحیح
غلام قادر عفی عنہ
دارالافتاء دارالعلوم حقانیہ
اکوڑہ خٹک
۲۹ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ

دارالافتاء

مفتی غلام قادر نعمانی
نگران شعبہ تخصص فی الافتاء
دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

الجواب

ٹائنز کمپنی کے طریقۂ کار پر غور کیا گیا۔ آج کل اس نوعیت کا کاروبار کرنے والی بہت سی ایسی کمپنیاں آئی ہیں جو کم قیمت کی چیز مہنگے دام میں فروخت کرتی ہیں اور ساتھ ساتھ آگے ممبر بنا کر اس پر کمیشن دینے کی پیشکش کرتی ہیں لوگ کمیشن کے لالچ میں آکر کم قیمت کی چیز مہنگے داموں میں خرید لیتے ہیں جو شرعاً قمار یعنی جوئے کی ہی ایک شکل ہے۔

چنانچہ ٹائنز کمپنی کی مصنوعات اگر عام بازاری قیمت سے زیادہ پر فروخت کی جاتی ہیں تو یہ کاروبار بھی ناجائز ہے اور اسکے معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر کمپنی کی مصنوعات مارکیٹ میں نہیں ہیں تو اس چیز کو عام مارکیٹ میں فروخت کرے لوگ جس قیمت پر خریدنے کیلئے تیار ہوں وہ اس کی بازاری قیمت ہے اب اگر کمپنی کی قیمت پر لوگ خریدنے کیلئے تیار ہیں تو اس کی قیمت بازاری قیمت کے برابر ہے اور اگر اس قیمت پر لوگ خریدنے کیلئے تیار نہیں ہیں تو یہ علامت ہے کہ اس کی قیمت بازاری قیمت سے زیادہ ہے اور زیادہ قیمت داؤ پر لگی ہوئی ہے کہ اگر یہ شخص ممبر بنانے میں کامیاب ہو گیا تو ٹھیک ہے اور اگر ممبر بنانے میں کامیاب نہ ہو سکا تو اس صورت میں اس کی زائد رقم ڈوب جائے گی۔

لیکن اگر کمپنی کی مصنوعات کی قیمتیں عام بازاری قیمت کے برابر ہوں یا بہت معمولی فرق ہو تو بھی اس کمپنی کے طریقۂ کار میں درج ذیل خرابیاں پائی جاتی ہیں (1) یہ بات جو کہی جاتی ہے کہ کمپنی کا اصل مقصد کمپنی کی مصنوعات کو فروخت کرنا ہی ہے محض حیلہ بنا کر سرمایہ کی گردش نہیں ہوتی تو یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ اگر کوئی شخص بغیر ممبر بنے اس کمپنی کی مصنوعات کو خریدنا چاہے اور اس زنجیر میں شامل نہ ہو تو کمپنی اسکو یہ مصنوعات فروخت نہیں کرتی۔

(2) کمپنی کے طریقۂ کار کے مطابق کسی شخص کے کمیشن کا حقدار بننے کیلئے مطلوبہ تعداد میں ممبر بنانا شرط ہوتا ہے اگر وہ مطلوبہ تعداد سے کم ممبر بنائے تو اس کو کمیشن نہیں ملتا۔ شرعی اعتبار سے یہ شرط لگانا جائز نہیں کیونکہ

اسمیں ایک تو کسی شخص کی محنت بیکار جاتی ہے اور اس کا صلہ اس کو کچھ نہیں ملتا دوسرا یہ ہے کہ اس صورت میں اس کو ملنے والا کمیشن وجود و عدم کے درمیان معلق ہوتا ہے کہ اگر مطلوبہ تعداد میں ممبر بنالئے تو کمیشن ملے گا ورنہ نہیں یہ قمار یعنی جوئے کی ایک شکل ہے

لہذا موجودہ طریقۂ کار میں جو خرابیاں ہیں انکے ساتھ اس کاروبار میں شرکت کرنا جائز نہیں اس سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں۔ (ماخوذ از البلاغ صفر ۱۴۳۲ھ / فروری ۲۰۱۱ء وھکذا فی فتاوی بینات ج ۴ ص ۲۳۳) فقط واللہ اعلم

محمد عبید الله الحسن

۱۰/۵/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح

اسعد اللہ

۱۱/۵/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح

محمد ثاقب

۱۱/۵/۱۴۳۲ھ

مفتی

دار الافتاء

جامعۃ الرشید کراچی

الجواب حامداً و مصلیاً

ٹائینز (TIENS) کمپنی کا طریقۂ کاروبار تفصیل سے مطالعہ کیا۔ اس نوعیت کی بعض دوسری سکیمیں بھی پاکستان میں مختلف ناموں سے جاری ہیں، جیسے "کشینل کمپنی" "گولڈن کی انٹرنیشنل" وغیرہ۔

ان سکیموں میں طبی آلہ وغیرہ مخصوص پروڈکٹس کی خرید و فروخت محض ایک بہانہ ہوتا ہے۔ اصل مقصود ان سب سکیموں میں بذریعہ ممبر سازی لوگوں سے رقوم جمع کرنا ہوتا ہے۔ چنانچہ اس سے پہلے یہ ممبر سازی کے لئے محض ایک فارم استعمال کرتے تھے۔ لیکن جب اس سے متعلق عدمِ جواز کا فتوی جاری ہوا تو ان لوگوں نے مختلف پروڈکٹس کو ممبر شپ کا ذریعہ بنادیا۔ مقصود اب بھی ممبر سازی اور اسکے ذریعہ سے رقوم جمع کرنا ہی ہے۔ چنانچہ پروڈکٹس کی قیمت کے علاوہ رجسٹریشن فیس کے نام سے مزید نو سو (۹۰۰) روپے اسی لئے لئے جاتے ہیں۔ نیز ان سکیموں میں فروخت کی جانیوالی پروڈکٹ کی قیمت عموماً جمع کرائی جانے والی قیمت سے کم ہوتی ہے لیکن اسکے باوجود لوگ اس کم قیمت پروڈکٹ کو زیادہ قیمت پر لینے اور اسکے ساتھ مزید رجسٹریشن فیس دینے کیلئے اس لئے تیار ہو جاتے ہیں کہ ان کا مقصد بعد میں حاصل ہونیوالی مزید رقم ہوتی ہے، جس کی محض امید ہوتی ہے۔ اس مزید رقم کا ملنا یقینی نہیں ہوتا، بلکہ اگر ممبر، مزید ممبر بنانے میں کامیاب ہوتا ہے تو اس کو کمیشن کے نام پر مخصوص تناسب کے ساتھ مزید رقم ملتی ہے۔ اور اگر وہ کوئی مزید ممبر بنانے میں کامیاب نہیں ہوتا تو ایسی صورت میں اس کو مزید رقم بالکل نہیں ملتی۔ اسطرح اس کی رجسٹریشن فیس کی رقم اور قیمت کی مد میں جمع کرائی جانیوالی زائد رقم ڈوب جاتی ہے۔

اس تفصیل سے یہ بات کھل کر واضح ہو جاتی ہے کہ یہ طریقہ قمار (جوئے) کی ایک صورت ہے کیونکہ جوئے میں بھی ایک شخص اس طریقے سے اپنی رقم داؤ پر لگاتا ہے کہ یا تو وہ مزید رقم کھینچ لائیگی اور یا وہ اصل رقم بھی ڈوب جائیگی ——— مزید یہ کہ اسمیں ایجنٹ بننے کو پروڈکٹ خریدنے کے ساتھ مشروط کیا جاتا ہے چنانچہ پروڈکٹ خریدے بغیر کسی کو ایجنٹ نہیں بنایا جاتا، اور ایک معاملہ کو دوسرے معاملے کے ساتھ مشروط کرنا سود کے زمرہ میں آتا ہے۔

اسلئے یہ طریقۂ کاروبار سود اور جوئے پر مبنی ہونے کی وجہ سے بالکل ناجائز اور حرام ہے۔ پروڈکٹ کو درمیان میں لانے سے اور ممبر سازی

کے لئے رات دن محنت مشقت کرنے کی بات سے خود کو یا سادہ لوح عوام کو
تو دھوکہ دیا جا سکتا ہے، لیکن ان حیلوں بہانوں سے اللہ تعالیٰ کی شریعت کو نہیں
بدلا جا سکتا۔ اسلئے مسلمانوں پر لازم ہے کہ حرام خوری کے ان باطل طریقوں
سے دور رہیں اور تھوڑے سے ظاہری نفع کیلئے اپنی آخرت برباد نہ کریں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ کلیم عابد

دارالافتاء والارشاد کراچی

۱۲/۸/۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح
حبیب اللہ عفا اللہ عنہ
دار الافتاء والارشاد کراچی
۱۲ رجب ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح
سعید احمد
دار الافتاء والارشاد
۱۲ رجب ۱۴۲۸ھ

دار الافتاء والارشاد
ناظم آباد کراچی

جامعہ فاروقیہ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً و مصلیاً

ٹائنز کمپنی سے متعلق ارسال کردہ تعارف نامہ، کاروبار کا طریقہ کار اور سسٹم کا بغور مطالعہ کیا، شریعت کی رو سے اس کمپنی کا کاروبار درج ذیل وجوہات کی بنا پر ناجائز ہے۔

(1). سب سے بنیادی وجہ یہ ہے کہ کمپنی کا اصل کاروبار پروڈکٹس کی سیل نہیں، بلکہ ممبر سازی کے ذریعے سرمایہ کی گردش ہے جو قمار (جوے) کی ایک نئی شکل ہے اور سود میں داخل ہے۔ نیز اس میں ہر ممبر دلالی کا کردار ادا کرتا ہے۔ اور اس پر اجرت (کمیشن) وصول کرتا ہے اور پورا کاروبار دلالی کے لامتناہی سلسلے کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ جب کہ پہلی مرتبہ (بلاواسطہ) ممبر سازی کی اجرت لینا تو جائز لیکن بالواسطہ ممبر سازی کی اجرت لینا بالخصوص جب یہ سلسلہ اور طویل ہو جائے جائز نہیں، اس لیے کہ وہ کمیشن بغیر محنت کے ہوگا الغرض اتعامل وحاجت کی وجہ سے دلالی کی اجرت لینا تو جائز ہے، مگر اسے مستقل کاروبار بنانا جائز نہیں۔

(2) مارکیٹنگ کرنے کے لیے ممبر کو ۹۰۰ روپے ادا کرنا ضروری ہے، جو بلا عوض ہے اور قمار میں داخل ہے اس لیے کہ ممکن ہے کہ ممبر ایک آدمی بھی تیار نہ کر سکے تو یہ رقم ضائع ہو جائے گی اور ممکن ہے کہ بہت سے ڈسٹری بیوٹر بنا کر زیادہ رقم کا مستحق ہو جائے۔ رہی بات ٹریننگ وغیرہ کی سو وہ اس مارکیٹنگ کا حصہ ہے اسے ۹۰۰ روپے کا عوض نہیں قرار دیا جا سکتا، اس لیے کہ اگر وہ شخص اس کمپنی میں مارکیٹنگ نہ کرے تو یہ ٹریننگ اس کے لیے بے فائدہ ہے۔

"وهو في الشرع عبارة عن فضل مال لا يقابله عوض في معاوضة مال بمال"

(الهندية، كتاب البيوع، الباب التاسع ،الفصل السادس في تفسير الربا واحكامه :۱۱۷/۳ رشيدية)

"قال في البزازية:اجارة السمسار والمنادي والحامي والصكاك وما لا يقدر فيه الوقت ولا العمل تجوز لما كان للناس به حاجة."

(ردالمحتار، كتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة: ۴۸/۹، دار المعرفة)

قال في التاتر خانية:وفي الدلال والسمسار يجب اجر المثل،وما تواضعوا عليه أن في كل عشرة دنانير كذا فذاك حرام عليهم.وفي الحاوي:سئل محمد بن سلمة عن أجرة السمسار، فقال:أرجو أنه لا بأس به،وإن كان في الاصل فاسداًلكثرة التعامل،وكثير من هذا غير جائز فجوّزوه لحاجةالناس اليه كدخول الحمام."

(ردالمحتار،كتاب الاجارة،باب الضمان الاجير، مطلب: في اجرةالدلال. ۱۰۷/۹، دار المعرفة)

وسمي القمار قماراً؛لأن كل واحدمن المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله الى صاحبه،ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص."

(ردالمحتار ،كتاب الحظر والأباحة،فصل في البيع: ۶۲۵/۹ دار المعرفة)

(3) چار ممبر بنا لینے کے بعد جب وہ ممبر آگے ممبر سازی کرتے ہیں تو اس کا ۴ فیصد کمیشن اس پہلے ممبر (لیڈر) کو بھی ملتا ہے، جبکہ نئے ممبران بنانے میں اس کی محنت نہیں، اور بغیر محنت کے اجرت کا استحقاق جائز نہیں۔

محنت نہ ہونے کی واضح دلیل یہ ہے کہ بلاواسطہ چار ممبران بنانے پر کمیشن ۲۰ فیصد ملتا ہے اور بالواسطہ پر ۴ فیصد، اگر محنت یہاں بھی

شامل ہے تو پھر ۴۰ فیصد کیوں دیا جارہا ہے۔ مکمل ۲۰ فیصد ہی دیا جائے۔ موصوف (سید ظاہر شاہ صاحب) کو اس بات پر اصرار ہے کہ بغیر محنت کے کسی بھی ممبر کو کچھ نہیں ملتا، آخر اس کی وضاحت تو کرے کہ کیسے نہیں ملتا؟۔۔۔۔۔ بالواسطہ ممبران بنانے میں پہلے ممبر (لیڈر) کی کونسی محنت کارفرما ہے۔۔۔۔۔۔۔۔؟۔

الربح انما يستحق بالمال أو بالعمل أو بالضمان

(البزازية على هامش الهندية، كتاب الشركة ٢٦/٦، رشيدية)

(كذا في: ردالمحتار، كتاب المضاربة: ٤٩٨/٨ دارالمعرفة)

(4) کمیشن کے استحقاق کے لیے محنت کے علاوہ ایک زائد شرط یہ ہے کہ وہ ممبر نیچے والے سے سینئر ہو یہ شرط بھی ناجائز ہے۔

(5) اسی طرح فائیو اسٹار (☆5) بننے کے بعد کمیشن کے استحقاق کیلئے ہر ایک ڈسٹری بیوٹر پر ہر ماہ تین ہزار ۳۰۰۰ روپے کی خریداری لازمی ہے، یہ بھی شرط فاسد اور مفسد عقد ہے، تعجب کی بات یہ ہے کہ موصوف اس شرط فاسد کو نظام کی خوبی قرار دے رہے ہیں۔ لہذا مذکورہ کمپنی کا کاروبار اور اس میں شمولیت اختیار کرنا جائز نہیں۔

اس کاروبار کو جائز طریقے سے کرنے کیلئے ضروری ہے کہ اسے مندرجہ بالا مفاسد سے دیانتداری کے ساتھ پاک کیا جائے۔

باقی موصوف کے اشکالات کے جوابات اور تعارف نامہ کمپنی کے طریقہ کار پر تفصیلی تبصرہ طوالت کے خوف سے تعارف نامہ ہی پر لکھ دیا ہے، اسے دیکھ لیا جائے۔

(تفسد الاجارة بالشروط المخالفة لمقتضى العقد فكل ما افسد البيع) لما مر (يفسدها) كجهالة ما جور أو اجرة ــــــــــــــــ وكشرط طعام عبد وعلف دابة ــــــــــــــــــ

(الدرالمختار كتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة: ٧٨،٧٧/٩ دارالمعرفة)

قوله: (يفسد الاجارة الشرط) أي: الشروط المعهودة المتقدمة في باب البيع الفاسد التي ليست من مقتضى العقد لا كل شرط؛ لأن الاجارة عقد معاوضة محضة تقال وتفسخ فكانت كالبيع فكل ما أفسد البيع أفسدها۔

(البحر الرائق، كتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة: ٣٠/٧، رشدية)

كذا في (تنقيح الفتاوى الحامدية، كتاب الاجارة ومطالبة: ١٢٨/٢، حقانيه) فقط

والله أعلم بالصواب

كتبه: أمان الله غفرله

المتخصص في الفقه الاسلامي

بالجامعة الفاروقيه بكراتشي

١٣ / ٤ / ١٤٣١هـ

الجواب صحیح
[signature]

الجواب صحیح
[signature]

۱۵-۴-۳۱ھ

جامعہ فاروقیہ ... دارالافتاء ... کراچی (پاکستان)

جامعہ دارالعلوم کراچی

الجواب حامداً ومصلیاً

استفتاء میں درج ٹائنز کمپنی کے طریقۂ کار پر غور کیا گیا۔ آجکل اس نوعیت کی بہت سے کمپنیاں ایسی آئی ہیں جو کم قیمت کی چیز بہت مہنگے داموں فروخت کرتی ہیں اور ساتھ ساتھ آگے ممبر بنا کر اس پر کمیشن دینے کی پیشکش کرتی ہیں لوگ کمیشن کے لالچ میں آکر کم قیمت کی چیز مہنگے داموں خریدتے ہیں، جو شرعاً قمار یعنی جوئے ہی کی ایک شکل ہے۔

اگر ٹائنز کمپنی کی مصنوعات بھی ثمن مثل یعنی عام بازاری قیمت سے زیادہ پر فروخت کی جاتی ہیں تو یہ کاروبار بھی ناجائز ہے۔ اگر اس کمپنی کی مصنوعات بازار میں دستیاب نہ ہوں جیسا کہ استفتاء سے معلوم ہوتا ہے تو پھر ثمن مثل معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ مصنوعات خریدنے کے بعد ان کو بازار میں فروخت کرے تو لوگ اسی قیمت میں لینے پر تیار ہو جائیں گے جس قیمت پر یہ اشیاء اس نے کمپنی سے خریدی ہیں یا نہیں؟ اگر لوگ اسی قیمت پر لیتے ہوں تو یہ علامت ہے کہ اس کی قیمت بازاری قیمت کے برابر ہے اور اگر لوگ اتنی قیمت دینے کے لئے تیار نہ ہوں تو یہ علامت ہے کہ اس کی قیمت بازاری قیمت سے زیادہ ہے۔ اور یہ زیادہ قیمت وادُپرگی ہوئی ہے کیونکہ ممکن ہے کہ شخص ممبر نہ بنا سکے تو اس صورت میں اس کی دی ہوئی زائد رقم ڈوب جائیگی۔

اور اگر ٹائنز کمپنی کی مصنوعات کی قیمتیں عام بازاری قیمتوں کے برابر ہوں یا بہت معمولی فرق ہو تو پھر بھی اس کمپنی میں درج ذیل امور شرعی اعتبار سے قابل اشکال ہیں:

۱: مارکیٹنگ کرنے کے لئے نوسو روپے فیس وصول کی جاتی ہے۔ اس کے بعد اس کو مارکیٹنگ کی اجازت دی جاتی ہے، یہ رقم بلا عوض ہے اور اس میں قمار کا پہلو پایا جاتا ہے، کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی شخص کوئی ممبر نہ بنا سکے اور اس کے نوسو روپے ڈوب جائیں، اور یہ بھی ممکن ہے کہ بہت سے ممبر بنا کر بہت ساری رقم کما لے۔

اور اس رقم کے عوض جو کٹ دیا جاتا ہے یا جو ٹریننگ دی جاتی ہے اس کا استعمال اس مارکیٹنگ کے علاوہ اور کہیں ممکن نہیں۔ اگر کوئی شخص مارکیٹنگ نہ کر سکے تو اس کے لئے یہ تمام چیزیں بے کار ہیں۔ اسلئے یہ ضروری ہے کہ اس شرط کو ختم کیا جائے۔

۲: کمیشن کا حقدار بننے کے لئے چار ممبر بنانا شرط ہے۔ اگر کوئی شخص تین ممبر بنا لے اور چوتھا نہ بنا سکے تو اس کی محنت کا کوئی صلہ اس کو نہیں ملتا۔

شرعی اعتبار سے یہ جائز نہیں اس میں ایک تو کسی شخص کی محنت رائیگاں جاتی ہے، دوسرا یہ کہ اس میں اجرت وجود وعدم کے درمیان دائر ہے۔ گویا اسطرح عقد ہوا کہ اگر چار ممبر بنائے تو اتنی اجرت ملیگی، اور چار سے کم ممبر بنائے تو کوئی اجرت نہیں ملیگی۔ اور یہ درست نہیں، ہاں اگر یوں ہوتا کہ تین تک ممبر بنانے پر اجرت کم دی جاتی اور چار ممبر بنانے پر اجرت زیادہ ہوتی تو اس کی شرعاً گنجائش ہے۔

في الهندية: أو قال إن خطته اليوم فبدرهم وإن خطته غدا فلا أجر لك فإن خاطه في اليوم فله درهم وإن خاطه في الغد فله أجر مثله لا يزاد على درهم بالإجماع ـ كذا في محيط السرخسي.

في المبسوط للسرخسي: وهذه فصول أحدها أن يقول إن خطته اليوم فلك درهم وإن خطته غدا فلا شيء لك وهو فاسد بالاتفاق؛ لأن هذه مخاطرة؛ فإنه شرط له على نفسه درهما إن خاطه اليوم ولنفسه عليه العمل إن لم يخطه اليوم وهو صورة القمار فكان فاسدا ولأنه يصير تقدير كلامه كأنه قال: لك أجر درهم على خياطتك أو لا

والفصل الثاني أن يقول إن خطت خياطة رومية فلك درهم وإن خطته خياطة فارسية فلك نصف درهم أو يقول إن خطته قباء فلك درهم وإن خطته قميصا فلك نصف درهم فعلى قول أبي حنيفة رحمه الله الأول العقد فاسد كله وهو قول زفر والشافعي رحمهما الله وهو القياس ثم رجع أبو حنيفة فقال الشرطان جائزان وهو قول أبي يوسف ومحمد وجه قوله الأول : أن المعقود عليه مجهول عند العقد والبدل مجهول وجهالة أحدهما في المعارضة تكون مفسدة للعقد فجهالتهما أولى كما لو قال : بعت منك هذا العبد بألف درهم أو هذه الجارية بمائة دينار أو زوجتك أمتي هذه بمائة درهم أو ابنتي هذه بمائة دينار فقال : قبلت كان باطلا وهذا ؛ لأن عقد الإجارة يلزم بنفسه وإذا لم يعين عليه نوعا من العمل عند العقد لا يدري بماذا يطالبه فكان العقد فاسدا ووجه قوله الآخر أنه خيره بين نوعين من العمل كل واحد منهما معلوم في نفسه والبدل بمقابلة كل واحد منهما مسمى معلوم فيجوز العقد كما لو اشترى ثوبين على أن له الخيار يأخذ أيهما شاء ويرد الآخر وسمى لكل واحد منهما ثمنا وهذا ؛ لأن الأجر لا يجب بنفس العقد وإنما يجب بالعمل وعند العمل ما يلزمه من البدل معلوم وكذلك عقد الإجارة في حق المعقود عليه كالمضاف وإنما ينعقد عند إقامة العمل وعند ذلك لا جهالة في المعقود عليه بخلاف النكاح والبيع فالعقد هناك ينعقد لازما في الحال والبدل يستحق بنفس العقد فإذا لم يكن معلوما عند العقد كان العقد فاسدا

~~والفصل الثالث أن يقول إن خطته اليوم فلك درهم وإن خطته غدا فلك نصف درهم~~ فعند أبي حنيفة رحمه الله الشرط الأول جائز والثاني فاسد وعندهما الشرطان جائزان.

۳: کسی ممبر کے فائیو اسٹار بننے کے بعد کمیشن حاصل کرنے کیلئے یہ شرط ہے کہ وہ ممبر خود تین ہزار کی خریداری کرے۔ یہ شرط فاسد ہے۔ اس شرط کو ختم کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح نیچے والے ممبر کا زیادہ اسٹار والا ہونے کی وجہ سے اوپر والے ممبر کو کمیشن سے بالکلیہ محروم کرنا اس کی محنت کو ضائع کرنا ہے جو جائز نہیں۔ اسلئے اس شرط کو ختم کرنا لازم ہے۔

لہذا ان ترمیمات کو قبول کرکے نیا طریقہ کار وضع کیا جائے جس میں درج بالا امور کا خیال رکھا گیا ہو اس کے بعد دوبارہ ہمارے ہاں سے سوال کیا جائے تو اس نئے طریقہ کار پر غور کرکے جواب دیا جائیگا۔ واللہ اعلم بالصواب

(سید حسین احمد)

دار الافتاء دار العلوم کراچی

الجواب صحیح

بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ

دار الافتاء دار العلوم کراچی

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف غفر اللہ

دار الافتاء

نائب مفتی

مفتی

ٹائنزوالوں کی طرف سے مفتی تقی عثمانی صاحب کے فتویٰ پر کئے گئے اعتراضات

محترمی ، ومکرمی السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ

عرض ہے کہ ہم نے TIENS کمپنی کے کام کرنے کے طریقہ کار کے بارے میں جناب کی رائے یعنی اس کی شرعی حیثیت کے بارے آپ سے پوچھا تھا اور اس سوال کے ساتھ کچھ معلومات بھی جناب کے گوش گزار کی تھیں ۔ آپکی طرف جو جواب موصول ہوا وہ تقریباً (4) چار سال پرانی تاریخ کی مہر کے ساتھ ہے ۔ یعنی اس سوال پر کسی پرانے سائل کو دیا گیا جواب ہی ارسال کیا گیا ہے ۔

آپکی طرف سے جو اشکال بتائے گئے ہیں ان کو پیش منظر واضح کرنے سے پہلے میں TIENS کمپنی اور اس کی حیثیت اور کام کا طریقہ یعنی NET WORK MARKETING) نیٹ ورک مارکیٹنگ کے بارے میں کچھ وضاحت کرنا چاہوں گا ۔ (NET WORK MARKETING) پچھلے ساٹھ (60) سالوں سے پوری دنیا کے بے حد مقبول ہوتا ہوا ایسا طریقہ کار جس میں متوسط اور غریب طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگ محنت کر کے بڑی آسانی کے ساتھ اپنے تعلیمی معیار اور معاشی حالات کو بہتر بنا رہے ہیں ۔ ایک سروے کے مطابق (DEVELOPED COUNTRIES) ترقی یافتہ ممالک کے اندر ہر نواں (9th) شخص NET WORK MARKETING (NWM) سے وابستہ ہے پوری دنیا میں 58 ممالک نے اس طریقہ کار یعنی (NWM) کو CONTROLE کرنے اور اس کی قانونی حیثیت کو واضح کرنے کے لیے اپنے ممالک کے اندر ادارے بنائے ہیں یعنی DIRECT SELLING ASSOCIATION (DSA) بنائی ہیں اور ان تمام اداروں کو بین الاقوامی طور پر REGULATE کرنے کے لیے

(نوٹ :۔ معاشیات میں اس طریقہ کار کے مختلف نام ہیں مثلاً

(1.Net Work Marketing, 2.Direct Selling, 3.Referal Marketing, 4.Viral Marketing)

اور بین الاقوامی طور پر کام کرنے والی کمپنیوں کو Regulate کرنے کے لیے ایک ادارہ ہے جسے (WFDSA) یعنی World Fedration of Direct Selling Association کہتے ہیں ۔ جس کے بہت سارے مقاصد میں ایک Customer Rights کو تحفظ دینا بھی ہے ۔ اس وقت دنیا میں (200) دو سو سے زیادہ کمپنیاں WFDSA سے Registered ہیں ۔ صرف امریکہ میں پچھلے 25 سالوں میں 5 لاکھ سے زیادہ لوگ کروڑ پتی بنے ہیں جس کا اعتراف (Bil Clinton) سابقہ امریکی صدر نے NWM کمپنیوں کے عہدیداروں کے اعزاز میں دیے گئے ایک عشائیے میں بھی کیا ہے ۔

جناب عالی TIENS اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ ترقی کرتی ہوئی NWM کمپنی ہے جسے قائم ہوئے 19 سال ہو چکے ہیں اور 17 سالوں سے یہ NWM کے طریقہ کار پر کام کر رہی ہے ۔ اور اس وقت دنیا کی تیسری بڑی کمپنی ہے ۔ TIENS اس وقت بین الاقوامی طور پر 56 (DSA) سے اور WFDSA سے بھی رجسٹرڈ ہے بلکہ WFDSA کے Platinam Sponsors میں سے ہے جبکہ اپنی Products کے اعتبار سے دنیا کے بڑے بڑے Health Care اداروں سے رجسٹرڈ ہے مثلاً

1- US FDA = United States Foods and Drugs Administration
2- CE = Council of Europe
3- GMP = Good Manufacturing Practice
4- HACCP = Hazards Analysis & Critical Control Point
5- ISO = International Standards Organization
6- CQC = CHINE Quality Certificate

یہ ان اداروں میں سے چند کے نام ہیں جو TIENS کی Products کو Certify کرتے ہیں ۔ اس کے علاوہ TIENS اقوام متحدہ کی Official Supplier ہونے کے ساتھ ساتھ وہ واحد Company ہے جو UNO کی Honorary Member بھی ہے TIENS کمپنی کا تھوڑا سا تعارف پیش کرنے کے بعد میں جناب کے مراسلے کا جائزہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اگر آپ نے

TIENS کمپنی اور اس کے طریقہ کار پر غور کیا ہوتا تو جو اشکال آپ نے لکھے ہیں ان میں کوئی بھی پیدا نہ ہوتا مثلاً۔

پاکستان کے اندر کام کرنے والی NWM کمپنیوں میں Leagle Companies کی تعداد اب تک صرف تین ہے جن میں TIENS سب سے بڑی کمپنی ہے جو قانونی طور پر بھی پاکستان کے اداروں سے Registered ہے مثلاً

1- CSR = Centeral Bord of Revenue
2- SECP = Securities & Exchange Commission of PAK
3- Chamber of Commerce & Industries Islamabad, Multan & Karachi
4- Pakistan Ministry of Health

آپ کو جو اشکال پیدا ہوا وہ پاکستان کے اندر کام کرنے والی وہ ناجائز کمپنیاں ہیں جن کا طریقہ کار ممبر سازی کرنے پر Commission دینا ہوتا ہے۔ ان کمپنیوں کو Money Game کہا جاتا ہے۔ جبکہ TIENS تو 100% بزنس والیم Business Voleum پر Commission دیتی ہے۔

TIENS کمپنی کی Products عالمی معیار کی اور عالمی معیار کے اداروں سے Certified ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ TIENS کمپنی کی مصنوعات کی قیمتوں کو پرکھنے کا جو طریقہ کار آپ نے درج کیا ہے وہ حقیقی نہیں ہے۔ حقیقی طریقہ یہ ہے کہ TIENS کی بہت ساری ایسی مصنوعات ہیں جو دنیا میں اور بھی بہت سی کمپنیاں تیار کرتی ہیں مثلاً Chitosan, Dong Chong Cao, Spirulina, Ozone وغیرہ ان Products کی قیمت اور کوالٹی دنیا کی دوسری کمپنیوں سے Compair کر کے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ TIENS کی مصنوعات کی قیمت Market Price سے زیادہ ہے یا کم ہے ورنہ ایک عام آدمی جو ان پراڈکٹس کے بارے میں نہیں جانتا وہ کیسے اندازہ لگا سکتا ہے قیمت کم ہے یا نہیں۔ ہے۔ مثلاً ایک عام آدمی گاڑیوں کے بارے نہیں جانتا وہ کیسے SUZUKI کی گاڑی اور Mercedes Benz کی گاڑی کی قیمت کو اور کوالٹی کو جان پائے گا۔

آپ کا پہلا اعتراض 900 روپے فیس پر ہے جس کو سمجھنا انتہائی آسان ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ ایک باقاعدہ کام (Profession) ہے۔ جس کو کوئی بھی شخص جب شروع کرتا ہے تو اس کو 100 روپے دینا ہوتے ہیں جن میں -/100 روپے سٹاکسٹ کا خرچہ ہوتا اور -/900 روپے کمپنی میں جمع کروانے ہوتے ہیں جن کو آپ Services کے زمرے میں لیں گے ان -/900 روپے میں کمپنی اس آدمی کو Roacing مٹیریل دیتی ہے اور اس کو Independent Distributer کی حیثیت سے ایک Business Licence بزنس لائسنس دیتی ہے۔ جس کو استعمال کر کے آدمی دنیا میں 200 سے زیادہ ممالک میں Company کے Plate Form پر کام کر سکتا ہے TIENS کا ایک بہت بڑا Data Base ہے جس کو IBM اور Micro Soft کی Support حاصل ہے نئے آنے والے شخص کا سارا Data اس میں سٹور ہوتا تا کہ TIENS اس کو بین الاقوامی طور پر کام کرنے میں بھی Support کر سکے ان -/900 روپے میں اس آدمی کو لانے والے کو بھی کوئی Commission نہیں ملتا۔ کسی آدمی کو Commission اس کی Team کے اندر ہونے والی خریداری کے Business Voleum پر ملتا ہے۔

میں اس بات کی دوبارہ وضاحت کرنا چاہوں گا کہ TIENS ممبر بنانے یعنی Head Counting پر Commission نہیں دیتی بلکہ چیزوں کی خرید و فروخت پر دیتی ہے۔

اگر یہ -/900 روپے والی شرط کو ختم کر دیا جائے تو اس کا مطلب ہوا کہ یہ تو Hit & Try کا کام ہے کوئی باقاعدہ کاروبار نہ ہوا۔

کوئی بھی شخص جو TIENS کا Distributer ہو اس کی Team میں ایک ایک پائی کی خرید و فروخت کا جو بھی Commission اس کے Rank کے مطابق ہو اس کو ہر ماہ ملتا ہے چاہے دنیا کے 200 سے زیادہ ممالک جن میں TIENS کام کر رہی ہے میں ہی کیوں نہ ہو۔

یہ تمام Services جو کہ TIENS اس Distributer کو تمام عمر بلا کسی ورکنگ دینے کی مجاز ہے اگر اس کو Independent ڈسٹری بیوشن دینے پر -/900 روپے لے تو وہ کس طرح حرام کے زمرے میں آتے ہیں۔

آپ نے دوسرا اعتراض کیا ہے کہ کمیشن کا حقدار بننے کے لیے چار ممبر بنانا شرط ہے ورنہ کمیشن نہیں ملتا۔

TIENS کی ایسی کوئی شرط نہیں ہے آپ TIENS کے کام کو باقاعدہ طور پر 2☆ (Two Star) یعنی 100 پوائنٹ کی خریداری سے بھی شروع کر سکتے ہیں اور 3☆ (Three Star) یعنی 300 پوائنٹ کی خریداری سے بھی شروع کر سکتے ہیں۔ فرق صرف Persentage of Commission کا ہے یعنی 2☆ بننے کے بعد آپ کی Team میں کوئی بھی Distributer خریداری کرے تو آپ اس میں 5% کے حقدار ہیں

2 ☆ ← 5% of Shopping

↓

O Shopping

3☆ بننے کے بعد آپ کی Team میں کوئی بھی Distributer خریداری کرے تو آپ اس میں 20% کے حقدار ہیں۔

3 ☆ ← 20% of Shopping

↓

New Shopping

کمیشن کا حقدار بننے کے لیے 4 ممبرز کا ہونا ضروری نہیں ہے جبکہ اپنا Rank بڑھانے کے لیے 4/3 عدد 3☆ کا ہونا ضروری ہے مثلاً

4☆ → 3☆ 3☆ 3☆....

4☆ → 3☆ 3☆ 3☆ 3☆

جب Distributer کا رینک بڑھ جاتا ہے تو اس کی Percentage of Commission بھی بڑھ جاتی ہے مثلاً

4☆ ⟶ Direct Commission 24%

4☆ ⟶ IndirectCommission 4% ~ 19%

یعنی یہ شرط صرف Rank بڑھانے پر ہے جس پر کوئی اعتراض کی گنجائش نہیں نیز اس طرح کی شرائط تو ہر نوکری اور کاروبار میں ہوتی ہیں مثلاً تجربے کی مدت کی شرط یا تعلیمی معیار کی شرط وغیرہ وغیرہ۔

آپ کا تیسرا اعتراض ہے کہ اگر نیچے والے کا Rank زیادہ بڑا ہو جائے تو اوپر چھوٹے Rank والا اس کے Commission سے کلیتہً محروم ہو جاتا ہے، اس شرط کی وجہ سے بھی حرام ہو سکتا ہے میں اس شرط کی وضاحت کرتے آپ کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں TIENS اپنے Distributer کو پانچ (5) طرح سے Commisson کمیشن دیتی ہے۔

1- Direct & Indirect Commission ---- 4%/42%
2- Leader Ship Bonus --- 8%
3- Global Bouns --- 5%
4- Inlernational Awards --- 2%
5- Stockist Commission --- 5%

اس طرح TIENS کا Marketing Budjet درج ذیل ہے

40%	60%
Company	Distributer

یہی تناسب Ratio کسی بھی بڑی کے Marketing Budjet کا ہوتا ہے یعنی 40% : 60% اگر آپ اس کو ایک Economist کی نظر سے دیکھیں تو آپ کو پتا چلے گا کہ یہ دنیا کا ایک بہترین Business Plan ہے۔ اگر آپ غور سے TIENS کے Marketing Plan کو سمجھیں تو آپ پر واضح ہو جائے گا کہ اس Plan میں محنت کرنے والے کو اس کا پورا پورا حق ملتا ہے۔ جب بھی کوئی بعد میں آنے والا Distributer سخت محنت کر کے اپنے اوپر پہلے آنے والے Distributer سے بڑا Rank حاصل کر لیتا ہے یا اس کے برابر آ جاتا ہے تو اوپر چھوٹے Rank والے کو نیچے والے بڑے Rank سے Direct Indirect Commission آنا بند ہو جاتا ہے لیکن اگر اوپر والے کا رینک 5☆ (Five Star) یا اس سے زیادہ ہے تو اس کو Leader Ship Commission ملتا رہتا ہے اگرچہ اس کی مقدار Direct / Indirect Commission سے کم ہی ہوتی ہے۔

لیکن اگر اوپر چھوٹے Rank والے کے لیے بھی اتنے ہی معاوضے کا مطالبہ کیا جائے جتنا High Rank والے کو ملتا ہے یہ انتہائی ناانصافی کی بات ہے۔

اس بات کو ٹھیک یا غلط سمجھنے میں اتنا ہی فرق ہے جتنا Theorey اور Practical میں ہوتا ہے۔

اس شرط کی وجہ سے تو یہ System حلال کے زیادہ قریب ہے یعنی جس کی محنت زیادہ اس کی آمدنی بھی زیادہ اور جس کی محنت کم اس کی آمدنی بھی کم ہوتی ہے۔

یعنی کوئی بھی شخص فقط پہلے آنے کی وجہ سے زیادہ نہیں کمائے گا بلکہ محنت کے بل بوتے پر زیادہ کمائے گا۔

دنیا میں کسی بھی Systemy کسی بھی کاروبار یا ملازمت میں یہ شرط ہوتی ہے اور میں سمجھتا ہوں اگر کوئی بھی نظام اس Formula کے برعکس چل رہا ہو یعنی زیادہ معاوضہ زیادہ محنت کی بجائے زیادہ مدت پر ملتا ہو، ناانصافی کی بات ہے اور اس کا مطالبہ بھی عقل و دانش کے برعکس ہے۔

آپ کا آخری اعتراض Auto Ship کا ہوتا ہے یعنی Distributer 5☆ یا اس سے بڑے Rank والوں کے لیے ہر ماہ اپنے Rank کے مطابق کچھ Shopping کرنا ضروری ہے ورنہ اس کا Commission اوپر Transfer ہو جائے گا۔ اس لیے بھی حرام ہو سکتا ہے۔ عرض یہ ہے کہ TIENS پانچ مختلف قسم کے Bouns یا Commission دیتی ہے جبکہ Auto Ship ان سے بالکل الگ طرح کا Commisson Plan ہے۔

TIENS کا ایک باقاعدہ Mission اور System ہے کوئی بھی شخص اس سے اتفاق کرتے ہوئے قبول کرتا ہے تو ایک معاہدے کے تحت TIENS کا Independent Distributor ڈسٹری بیوٹر بنتا ہے ورنہ Option اس شخص کے پاس ہوتا ہے مثلاً TIENS کا MISSION ہے کہ "دنیا میں ہر شخص کو بہترین کوالٹی کی Products فراہم کر کے اس کا Health Standard بڑھانا اور Training کے ذریعے اس کے Edueation Lavel کو بڑھانا اور عام آدمی کو بہترین Carrier کی Opportanity دے کر ایک اچھا معاشرہ قائم کرنا۔

TIENS کے System میں روایتی طریقے سے چیزوں کو مارکیٹ یا Sell نہیں کیا جاتا بلکہ یہ System تو USE & SHARE کی بنیاد پر چلتا ہے۔

اگر یہ Auto Ship کا طریقہ نہ اپنایا جائے تو 90% سے زیادہ کا Business صرف نئے ☆2 اور ☆3 کی Shopping پر ہی ہوگا۔ اور پرانے لوگ جب Products استعمال ہی نہیں کر رہے تو ان کے اندر Health Care مصنوعات کا شعور یا Health Standard کو Inprove کیسے کیا جا سکتا ہے اور یوں تو لوگ صرف نئے لوگوں کی Shopping پر ہی انحصار کریں گے

کمپنی نے پرانے لوگوں کے کام پر کوئی Check and Balance کا اور طریقہ رکھنے کی بجائے ان کے Personal Code سے Shopping کو ضروری قرار دیا ہے تاکہ ہر شخص اپنے کام پر خود نظر رکھے اور اس کو بہتر بنانے میں مصروف عمل رہے۔

اس طرح Auto Ship کی Shopping کا Marketing Budjet بھی 60% : 40% ہے یعنی 60% تمام

Distributers میں ان کے Rank کے مطابق Distribute ہوتا ہے۔ اور 40% کمپنی کے Account میں جاتا ہے۔

اس وقت پاکستان میں 2.5 لاکھ سے زیادہ لوگ TIENS کے اندر بڑے اچھے طریقے سے کام کر رہے ہیں۔ جن میں تقریباً ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل ہیں۔ اور آپ چونکہ مذہب کے حوالے سے پورے ملک میں جانے پہچانے جاتے ہیں اور آپ کی رائے لوگوں کے لیے بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے گذارش ہے کہ اس System کو اچھے طریقے سے چھان بین کرنے کے بعد اپنی رائے کا اظہار فرمائیں تاکہ کسی غلط فہمی کی بنیاد پر لوگوں کو حرام اور حلال کی الجھن میں نہ ڈال دیا جائے۔

ہمارے ہاں بیسیوں لوگ روزانہ TIENS کی Introduction Presentation دیکھتے ہیں اور مختلف سوالات کرنے اور ان کو سمجھنے کے بعد اپنی مرضی کے مطابق TIENS کا حصہ بنتے بھی ہیں اور انکار بھی کرتے ہیں مگر یہ چند غلط فہمیاں جن کی بنیاد پر آپ نے پورے System کو حرام کہہ دیا یہ تو ایک عام اور کم پڑھا لکھا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے۔

ہم ان گزارشات کے ساتھ آپکو مختلف اداروں کے Certificate بھی ارسال کر رہے ہیں تاکہ آپ اپنے طور پر اس کی چھان بین کر سکیں۔ اور اس کے ساتھ (MUI) (MAJLAS-AL-ULMA Indonecia) مجلس العلما انڈونیشیا کی طرف سے TIENS کے System کو حلال ہونے کا Certificate بھی ارسال کر رہے ہیں۔ جو کہ ایک International اسلامی ادارہ ہے۔

M.Mahmood 6☆
0333-8014152
m_mehmood83@yahoo.com

جامعہ دارالعلوم کراچی کی طرف سے جاری ہونیوالا ٹائنز کے خلاف دوسرا فتویٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

سوال میں ذکر کردہ تفصیلات کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد بھی Tines کمپنی کے کاروبار کے طریقہ کار کے بارے میں ہماری رائے تبدیل نہیں ہوئی ہے۔ لہٰذا موجودہ صورتحال اور طریق کار میں ٹائنز کمپنی کا ممبر بننا جائز نہیں ہے، جس کی چند وجوہات درج ذیل ہیں:

(۱) فائیو اسٹار یا اس سے اوپر والے ممبر کے لئے ماہانہ ۳۰۰۰ روپے کی خریداری کی شرط، شرطِ فاسد ہے، جسے ختم کرنا ضروری ہے۔ سوال میں جس دلیل اور مجبوری کی بنیاد پر اس کی تصحیح کی کوشش کی گئی ہے وہ درست نہیں ہے۔ کیونکہ محض کسی ضرورت کی بنا پر شرطِ فاسد کی تصحیح نہیں ہو سکتی۔

(۲) نیچے والے ممبر کا مرتبہ (rank) بڑھنے کی صورت میں اوپر والے ممبر کو کمیشن سے کلیۃً محروم کرنے کی شرط بھی شرط فاسد ہے۔ کیونکہ اس صورت میں معاہدے کا خلاصہ یہ ہوگا کہ ممبر بنانے کے بعد کمیشن تب ملے گی جب وہ اور ممبر بناتے ہوئے اپنا مرتبہ (rank) نیچے والے ممبر کے مرتبے سے کم نہ ہونے دے۔ اگر اس کا مرتبہ نیچے والے ممبر کے مرتبہ سے کم ہو گیا تو اس صورت میں اس کو کمیشن نہیں ملے گی، چونکہ اس میں اجرت کو دائر بین الوجود والعدم (depended on existence or non existence) کیا ہے اس لئے یہ شرط بھی شرط فاسد ہے۔ اور عقلاً بھی یہ شرط درست نہیں ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اور ممبر نہ بنا سکا تو پہلے بنائے ہوئے ممبر پر اس نے جو محنت کی ہے وہ ضائع جائیگی۔

(۳) شروع میں ممبر سے کمپنی جو ۹۰۰ روپے فیس لیتی ہے، سوال میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق کمپنی درج ذیل اشیاء کے عوض یہ فیس لیتی ہے:

Reading material

Business licence

Data base میں اس کا ڈیٹا سٹور کرنا

جبکہ سابقہ سوال میں درج ذیل کا بھی اضافہ کیا گیا تھا:

بزنس چلانے کے لئے فری ٹریننگ

خریداری پر ۲۰٪ ڈسکاؤنٹ

تو اگر سوال میں ذکر کردہ تفصیلات درست ہیں اور واقعۃً Tines کمپنی نو سو روپے مذکورہ بالا چیزوں کے عوض لیتی ہے، اور یہ رقم ان اشیاء پر آنے والی حقیقی لاگت یا تاجروں کے عرف کے برابر ہے تو اس صورت میں اس کے لینے کی گنجائش ہوگی۔ بصورتِ دیگر اس کا لینا جائز نہیں ہے، اور اس کے لینے کی شرط لگانا شرط فاسد ہے۔

(۳) جیسا کہ سابقہ جواب میں ذکر کیا گیا ہے کہ Tines کمپنی کا کاروبار صحیح ہونے کے لئے اوپر ذکر کردہ شرائط کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ Tines کمپنی کی مصنوعات کی قیمت ان اشیاء کی حقیقی قیمت سے زائد نہ ہو، اور یہ معلوم کرنے کے لئے سابقہ جواب میں مفصل طریقہ ذکر کیا گیا ہے۔ تاہم واضح رہے کہ ثمن مثل معلوم کرنے کا وہ طریقہ ہم نے ماہرین صنعت و معیشت اور مارکیٹنگ کے شعبے سے وابستہ افراد کے لئے ذکر کیا تھا جو پوری بصیرت کے ساتھ قیمتوں کے اتار چڑھاؤ میں کار فرما عوامل کا جائزہ لیتے ہوئے مصنوعات کی حقیقی قیمت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اس لئے اگر عام آدمی اس طریقہ کے مطابق کمپنی کی مصنوعات کی حقیقی قیمت معلوم کرنے پر قادر نہ ہو تو اس سے ہمارے جواب پر کوئی اشکال وارد نہیں ہوتا ہے۔

لہٰذا ٹائنز کمپنی کے بارے میں ہمارا موقف وہی ہے جو سابقہ جواب میں ذکر کیا گیا ہے کہ موجودہ صورت اور طریق کار میں ٹائنز کمپنی کا ممبر بننا جائز نہیں ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب

بندہ کلیم اللہ عفی عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۲ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ

۲۸ نومبر ۲۰۱۱ء

الجواب صحیح

۲/۱/۱۴۳۳ھ

جامعہ دارالعلوم کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ٹائنز اور گولڈ مائن انٹرنیشنل کمپنیوں کے بارے میں جاری ہونے والے فتویٰ کے حوالہ سے ایک ضروری وضاحت

☆......دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی سے ملٹی لیول مارکیٹنگ کے طریقہ کار پر کام کرنے والی ''ٹائنز'' نامی کمپنی کے کاروبار کے بارے میں ناجائز ہونے کا فتویٰ جاری ہو چکا ہے، جس کا فتویٰ نمبر (۱۱۱۵/۴۷) ہے، اور اس فتویٰ میں عوام الناس کو متعلقہ کاروبار میں شرکت سے منع کیا گیا ہے، تاہم کچھ عرصہ قبل دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی کو ایک تحریر ایسی موصول ہوئی ہے کہ جس میں مذکورہ کمپنی کے کاروبار کو جائز قرار دیا گیا ہے، اور اس جواب پر دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی کی مہر بھی نظر آ رہی ہے، جس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ یہ دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی کا فتویٰ ہے، حالانکہ یہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے، کیونکہ اس تحریر پر نہ تاریخ ہے نہ فتویٰ نمبر، نہ مفتی کا نام نہ تصدیق کرنے والے حضرات کے دستخط، حالانکہ جامعہ دارالعلوم کراچی کے دارالافتاء سے جاری ہونے والے ہر فتویٰ پر یہ سب چیزیں موجود ہوتی ہیں۔

اب اس اعلان کے ذریعہ عوام الناس کو مطلع کیا جاتا ہے کہ مذکورہ تحریر دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی سے جاری نہیں کی گئی اور نہ اس جعلی مہر والے فتویٰ کا دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی سے کوئی تعلق ہے، غلط بیانی اور جعل سازی کر کے اس کو دارالافتاء کی طرف منسوب کیا گیا ہے، جو کہ دھوکہ دہی اور جھوٹ ہے، مذکورہ کمپنی کے کاروبار سے متعلق اب بھی دارالافتاء کا اصل موقف ناجائز ہونے کا ہی ہے، اور مزید وضاحت کے لئے دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی سے اصل فتویٰ حاصل کیا جا سکتا ہے۔

☆......اسی طرح ایک اور کمپنی ''گولڈ مائن انٹرنیشنل (GMI)'' کے نام سے ملٹی لیول مارکیٹنگ کے طریقہ کار پر کام کر رہی ہے، اس کمپنی کے کاروبار سے متعلق بھی حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کی تصدیق کے ساتھ دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی سے ناجائز ہونے کا فتویٰ جاری ہو چکا ہے، جس کا فتویٰ نمبر (۱۱۱۷/۷۰) ہے، اس کے باوجود بعض افراد نے حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کی طرف تحریری طور پر یہ بات منسوب کی ہوئی ہے کہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نے مذکورہ کمپنی کے کاروبار کو اب جائز قرار دے دیا ہے، جبکہ یہ بھی حقیقت کے خلاف ہے۔

(جاری ہے)----

دارالافتاء
۱۳۹۷/۱۴

اس کے بارے میں بھی عوام الناس کو مطلع کیا جاتا ہے کہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نے مذکورہ کمپنی کے عدمِ جواز کے فتویٰ سے رجوع نہیں کیا، حضرت مدظلہم کی طرف مذکورہ کاروبار کو جائز قرار دینے کی نسبت کرنا سراسر غلط بیانی اور دھوکہ دہی ہے، حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم اور دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی کا اصل مؤقف مذکورہ کمپنی کے کاروبار سے متعلق ناجائز ہونے کا ہی ہے، لہٰذا جو لوگ یہ تحریر پھیلا رہے ہیں ان کو بھی آگاہ کیا جاتا ہے کہ وہ غلط بیانی اور دھوکہ دہی سے اجتناب کریں ورنہ دارالافتاء ایسے افراد کے خلاف قانونی چارہ جوئی کا حق رکھتا ہے۔

تحریر: ابراہیم عیسیٰ محمد ابراہیم

محمد طلحہ اقبال محمد طلحہ اقبال عفی عنہ

دارالافتاء، جامعہ دارالعلوم کراچی

۶/ ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ

۳/ نومبر ۲۰۱۱ء

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف غفراللہ لہ

۶/ ۱۲/ ۱۴۳۲ھ